اظہار البطلان

لدعوی مسیح قادیان

تالیف

حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی

تحقیق وتحشیہ

مولانا محمد راشد گورکھپوری
استاذ شعبۂ تحفظ ختم نبوت
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

شائع کردہ
شعبۂ تحفظ ختم نبوت
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

التماس مؤلف

اس رسالہ کے تمہیدی مضمون میں ہم فتنۂ قادیان کی اہمیت اور اس کی مدافعت کی ضرورت ظاہر کر چکے ہیں لہٰذا اس جگہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ ہاں اس جگہ ہم کو ظاہر کرنا ہے کہ ہم نے اس ضرورت کو محسوس کر کے اس فتنہ کی مدافعت کیلئے چند اہل خیر کے چندہ سے یہ رسالہ شائع کیا ہے اور ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس سلسلہ کو جاری رکھیں لیکن اس کام کا جاری رہنا اسی صورت میں ممکن ہے کہ مسلمان اس کام میں ہماری مدد کریں اگر ہم آپ سے کہیں کہ ہمیں چندہ دو تب بھی کچھ بیجا نہیں کیونکہ دنیا میں جو کام ایسے ہیں جن سے ایک جماعت کی مصلحت وابستہ ہے وہ سب عموماً چندہ ہی سے انجام پاتے ہیں حتی کا نبیاء علیہم السلام کو اپنے دینی خدمات انجام دینے میں بھی چندہ کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ہم آپ سے چندہ کی درخواست نہیں کرتے بلکہ صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ جو رسالہ ہم نے شائع کیا ہے آپ اس کو خریدیئے اور اس کی اشاعت میں سعی بلیغ فرمایئے اگر اس کی رقم جلد وصول ہو جائے تو ہم اس رقم سے دوسرا رسالہ شائع کر سکیں گے اور اس کی قیمت سے تیسرا رسالہ شائع کریں گے اور اسی طرح بغیر اس کے کہ مسلمانوں پر چندہ کا بار پڑے یہ سلسلہ جاری رہے گا اور مفت میں ایک اہم دینی کام سرانجام ہو جائے گا لیکن اگر اس قدر اعانت بھی آپ حضرات نہ کریں گے تو پھر اس سلسلہ کا چلنا دشوار۔

ہم آپ کو واضح طور پر بتلا دینا چاہتے ہیں کہ جس طرح آریوں اور عیسائیوں اور دیگر اہل کفر اسلام کے خلاف سازشوں کی مدافعت مسلمانوں پر فرض ہے یونہی قادیانیوں کی سازش کی مدافعت بھی مسلمانوں پر فرض ہے بلکہ فتنۂ قادیان کی اہمیت آریوں وغیرہ کے فتنہ سے بڑھی ہوئی ہے کیونکہ اس کا ضرر بہ نسبت کفار کے اسلام کیلئے بہت زیادہ ہے اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں یا نہ کریں ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہیں وما علینا الا البلاغ۔

الملتمس:

احقر حبیب احمد مولف رسالہ ہذا

ساکن کیرانہ ضلع مظفر نگر مدرس مدرسہ ریاست یوسفیہ منیڈھو ضلع علی گڑھ

اظہار البطلان

لدعوی مسیح قادیان

تالیف

حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی

تحقیق وتحشیہ

مولانا محمد راشد گورکھپوری
استاذ شعبۂ تحفظ ختم نبوت
مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

شائع کردہ

شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

تفصیلات

نام کتاب: اظہار البطلان لدعویٰ مسیح قادیان

مصنف: حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانویؒ

تحقیق وتحشیہ (مولانا) محمد راشد (صاحب) گورکھپوری

استاذ شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

ناشر: شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

کمپوزنگ: محمد نسیم القاسمی شعبۂ کمپیوٹر مظاہر علوم

سن اشاعت: ماہ ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

تعداد صفحات: ۹۶

قیمت:

ملنے کے پتے
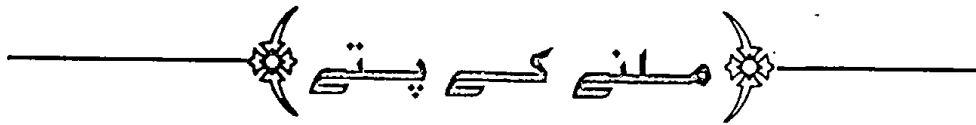
(۱) شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

(۲) شہر سہارنپور کے دیگر کتب خانوں پر دستیاب ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فہرست مضامین

مرزا کا دعویٰ نبوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

مرزائی جماعت کا یہ وتیرہ ہے کہ وہ اپنی کج فہمی اور شقاوت قلبی کی وجہ سے دن کو رات، رات کو دن باور کرانے پر تلی ہوئی ہے، یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر، رشد و ہدایت کو ضلالت اور ضلالت کو رشد و ہدایت، قادیان کو مکہ اور وہاں کے رہنے والوں کو ارضِ حرم کا باشندہ منوانے میں پوری ابلیسی قوت صرف کر رہی ہے۔ اب یہ جماعت اگر چہ مختلف گروہوں اور ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے لیکن ان سب کے مقاصد وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے یہاں تمام فرقوں کا تعارف زیرِ بحث نہیں بلکہ لاہوری پارٹی کی تصویر کشی مقصود ہے اس کے ضمن میں قادیانی پارٹی کا ذکر آ جائے گا وہ بھی اس وجہ سے کہ لاہوری پارٹی کا ذکر قادیانی پارٹی کے بغیر گویا ناقص رہتا ہے۔

۱۹۱۴ء میں قادیانیوں کے سب سے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد مرزا بشیر الدین محمود (فرزند مرزا غلام احمد قادیانی) اور مسٹر محمد علی لاہوری کے مابین خلافت کی کرسی کے لئے نزاع پیدا ہوا جب خلافت کے الیکشن میں مرزا قادیانی کے مریدین کی کوششوں نیز اس کی بیوی نصرت جہاں بیگم کے بھاری بھرکم ہاتھ نے اپنے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کو خلافت کی گدی پر براجمان کر دیا تو کرسیٔ خلافت کے دوسرے امیدوار مسٹر محمد علی لاہوری نے شکست کی خفت مٹانے کے لیے ایک علیحدہ پارٹی کی بنیاد ڈال دی اور نظریات و عقائد کے اختلاف کو علیحدگی کا سبب قرار دیا، بہتر یہ ہے کہ اس کو خود مسٹر محمد لاہوری کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ ''مسیح موعود اور ختم نبوت'' نامی رسالہ میں دونوں فریقوں کا اصولی فرق بیان کرتے ہوئے وہ رقمطراز ہے کہ:

''حضرت مسیح موعود کی جماعت کے دو فریق ہیں۔ ایک احمدی، جن کے کام کا مرکز لاہور ہے۔ اور دوسرے قادیانی، جن کا مرکز قادیان ہے۔ فریق قادیان اور فریق لاہور کا اصل اختلاف صرف دو امور میں ہے۔ (۱) اول یہ کہ حضرت مسیح موعود مجدد تھے یا نبی؟ فریق

قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ آپ نبی تھے، فریق لاہور آپ کو مجدد مانتا ہے۔ (۲) دوم یہ کہ جو مسلمان آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں؟ فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور فریق لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے ہاں مجدد اور مسیح موعود کو رد کرنا، اس کی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے بلکہ اس کا ساتھ نہ دینا اور خاموشی سے بیٹھا رہنا بھی اسلام کی موجودہ حالت میں عنداللہ قابل مواخذہ ہے''

(رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت۔ بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص:۹۱۶ طبع: دہلی)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتوں کا اختلاف آگ اور پانی کا اختلاف ہے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہوتے ہیں کھانے کے اور، اس مثل کی مکمل مصداق لاہوری پارٹی ہے اور بقول پروفیسر الیاس برنی ع

ایک کا رنگ گہرا عنابی ہے دوسرے کا ہلکا گلابی

ورنہ کیا وجہ ہے کہ قادیانی پارٹی جو ایک غیر نبی کو نبی مان رہی ہے لاہوری پارٹی اسے کافر نہیں کہتی اسی طرح لاہوری پارٹی جو نبی برحق کی نبوت کی منکر ہے قادیانی پارٹی اسے کافر نہیں کہتی؟ ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

معلوم ہوا کہ دونوں کا اختلاف حقیقی نہیں بلکہ بناوٹی ہے ورنہ برملا ایک کو دوسرے کی تکفیر کرنی چاہیئے۔

دراصل لاہوری پارٹی حصول منفعت کے لیے اپنی دورنگی چال سے قادیانی جماعت میں بھی شامل رہنا چاہتی ہے اور مسلمانوں میں بھی اپنا شمار کرانے کی خواہشمند ہے گویا ؎

حج کعبہ بھی کیا اور گنگا کا اشنان بھی راضی رہے رحمان بھی اور خوش رہے شیطان بھی

پیش نظر کتاب میں حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لاہوری پارٹی کی اسی منافقت کو بے نقاب کیا ہے اور لاہوری پارٹی جو بظاہر ''مرزا کا اپنی ذات کے لئے دعویٰ نبوت کرنا'' تسلیم نہیں کرتی اس کی تردید کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی

موصوف نے دل میں ٹھان لیا کہ مرزائیت کی تردید میں ضرور کوئی رسالہ تحریر کروں گا، چنانچہ اسی جذبہ صادق کا نتیجہ ''رسالہ ہذا'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس رسالہ کے شائع ہوئے تراسی برس کا عرصہ گذر چکا ہے حضرت موصوف اپنے لئے صدقہ جاریہ چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ سکون نصیب فرمائے۔ آمین۔

قارئین کرام! آج تراسی برس بعد پھر وہ رسالہ جدید کتابت وطباعت کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے کتاب کتنی اہم ہے اس سلسلہ میں کم از کم میرا اپنا تاثر یہ ہے کہ اس کی اشاعت قادیانیوں بالخصوص لاہوریوں کے لئے سوہان روح ثابت ہوگی۔

راقم کے سامنے ۱۳۴۳ھ کا نسخہ ہے مصنف کی عبارتوں میں راقم نے کوئی حذف واضافہ نہیں کیا ہے البتہ قدیم طرز کے مطابق کتاب میں پیراگراف کا خاص لحاظ نہیں کیا گیا تھا نیز مختلف مقامات پر قومہ، ڈیش، قوسین اور سوالیہ نشان بے موقع لگے ہوئے تھے بندہ نے موقع کے لحاظ سے پیراگراف اور علامات ترقیم لگا کر عبارت فہمی کو مزید آسان بنانے کی کوشش کی ہے اسی طرح مضمون کی مناسبت سے جگہ جگہ عنوانات لگا دیئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت دوبالا ہوگئی ہے۔ کتاب میں جہاں مرزائی عبارتوں کے سرے سے حوالے نہیں تھے بندہ نے اصل مرزائی کتب کی مراجعت کر کے ان کے حوالے لگائے۔ مصنف نے جہاں صرف کتابوں کے نام پر اکتفا کیا تھا بندہ نے وہاں پھولدار قوسین ﴿﴾ کے درمیان موجودہ ایڈیشن کے صفحات کا بھی اضافہ کر دیا ہے بلکہ درمیان مضمون جہاں راقم نے کسی اہم بات کا حوالہ ضروری سمجھا تو پھولدار قوسین ﴿﴾ کے درمیان اس کا بھی اضافہ اگر مناسب ہوا تو وہیں کر دیا ہے ورنہ حاشیہ کا سہارا لیا ہے واضح رہے کتاب کو حاشیہ کا جنگل بننے سے محفوظ رکھنے کے لئے ناگزیر ضرورت ہی کی بنیاد پر بندہ نے حاشیہ کا سہارا لیا ہے۔ اور امتیاز پیدا کرنے کے لیے حاشیہ کے آخر میں اپنا نام اور صاحب کتاب کے حاشیہ کے آخر میں ''مصنف رحمہ'' کا اضافہ کر دیا ہے۔ نیز جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے متفرق رسائل کے حوالجات تھے بندہ نے وہاں روحانی خزائن کا حوالہ دیدیا ہے۔ یاد رہے ''روحانی خزائن'' کے نام سے اب ۲۳ جلدوں میں مرزا کے متفرق رسائل جمع ہو گئے ہیں جو شیطانی خزائن

سے بھر پور ہیں۔ حوالوں میں حرف ''خ'' اسی روحانی خزائن کی طرف مشیر ہے۔ آیتوں کے تراجم نہ ہونے کی وجہ سے عوام کے لئے اصل مسئلہ سمجھنا مشکل تھا اس لئے بندہ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمے تحریر کردیئے ہیں نیز جہاں آیت کا صرف ایک ٹکڑا مذکور تھا وہاں ضرورت کے پیش نظر پوری آیت نقل کردی ہے۔

راقم نے رسالہ کو مفید سے مفید تر بنانے کے لئے حتی الامکان کوشش کی ہے تاہم قارئین کی جانب سے جو مشورہ دیا جائے گا اسے ملحوظ رکھتے ہوئے آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کرلی جائے گی اور بندہ اس کے لئے ممنون ہوگا۔

اس موقع پر بندہ حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب مدظلہ امین عام جامعہ مظاہر علوم کا بھی ممنون ہے کہ حضرت نے مصنف کتاب حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانویؒ کے حالات سے متعلق مواد فراہم فرمایا اسی طرح بندہ حضرت اقدس مولانا محمد سلمان صاحب ناظم جامعہ مظاہر علوم کا ایک بار پھر شکرگذار ہے کہ حضرت موصوف کی طرف سے بندہ کے لیے یہ بڑی حوصلہ افزائی کی بات ہے کہ شعبہ تحفظ ختم نبوت مظاہر علوم کی جانب سے کتاب شائع ہورہی ہے۔ فجزاھم اللّٰہ خیراً۔

محمد راشد گورکھپوری

استاذ

شعبہ تحفظ ختم نبوت مظاہر علوم سہارنپور

تقریظ

حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب مدظلہ

ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم اما بعد!

لعین قادیان مرزا غلام احمد قادیانی ان دجاجلہ میں سے ایک ہے جن کے بارے میں حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت میں تیس کے قریب جھوٹے دجال یہ دعویٰ نہ کریں گے کہ وہ نبی ہیں۔ (رواہ مسلم)

ہر زمانے میں علماء محققین اس قادیانی جماعت اور اس کے برپا کردہ فتنہ کی سرکوبی کے لیے کمربستہ رہے ہیں اور اس کے دعاوی کاذبہ کے رد میں اس قدر کتب و رسائل تحریر کئے گئے کہ ایک مستقل کتب خانہ وجود میں آ گیا۔ یہ قادیانی جماعت مختلف گروہوں اور ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے اسی میں ایک گروہ لاہوری پارٹی کے نام سے موسوم ہے۔ پیش نظر کتاب میں اسی گروہ و جماعت کی نقاب کشائی کی گئی ہے آج سے اسی سال قبل ہمارے اکابر اور ہمارے مشائخ میں حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی ایک معروف عالم دین گذرے ہیں جن کی یہ قیمتی تصنیف ہے۔ عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی اور قدیم طرز پر اس کی طباعت کی گئی تھی۔ اب الحمد للہ تعالیٰ جدید طرز طباعت کے ساتھ مفید سے مفید تر بنا کر مجلس تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی جانب سے اس کی اشاعت کی جارہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور لوگوں کے لیے نافع بنائے۔ آمین۔ ہمارے یہاں شعبہ کے استاذ جناب مولانا محمد راشد صاحب نے اس کی طباعت و اشاعت میں جو محنت کی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ان کو اس کی جزاء خیر عطا فرمائے۔

(حضرت مولانا سید) محمد سلمان (صاحب مدظلہ)

ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

MADRASA
MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001
(U.P.)________ INDIA
Ph. : (0132) 2655542 Fax : 2659912

مدرسہ
مظاہر علوم
سہارنپور

Ref. No. ....

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

Dated ۱۳ر شعبان ۱۴۲۷ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

لعین قادیان مرزا غلام احمد قادیانی ان دجاجلہ میں سے ایک ہے جن کے بارے میں حضرت خاتم الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت میں تیس کے قریب
جھوٹے دجال یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں (مسلم شریف)

ہر زمانے میں علماء محققین اس قادیانی جماعت اور اس کے برپا کردہ فتنہ کی سرکوبی کے لئے کمربستہ رہے ہیں
اور اس کے دعاوی کاذبہ کے رد میں اس قدر کتب و رسائل تحریر کئے گئے کہ ایک مستقل کتب خانہ وجود میں
آگیا۔ یہ قادیانی جماعت مختلف گروہوں اور ٹکڑوں میں بٹ گئی ہے اسی میں ایک گروہ لاہوری پارٹی
کے نام سے موسوم ہے۔ پیش نظر کتاب میں اسی گروہ و جماعت کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ آج سے
اسّی سال قبل ہمارے اکابر اور ہمارے مشائخ میں حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی ایک معروف
عالم دین گذرے ہیں جنکی یہ قیمتی تصنیف ہے۔ عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی اور قدیم طرز پر اسکی طباعت
کیگئی تھی۔ اب الحمدللہ تعالیٰ جدید طرز طباعت کے ساتھ مفید سے مفید تر بناکر مجلس تحفظ ختم نبوت
جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی جانب سے اسکی اشاعت کیجارہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو
قبول فرمائے اور لوگوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین۔ ہمارے یہاں شعبہ کے استاد مولانا محمد راشد صاحب
نے اسکی طباعت واشاعت میں جو محنت کی اللہ تعالیٰ اسکو
قبول فرمائے۔ اور ان کو اسکی جزاء خیر عطا فرمائے۔

ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تقریظ

پاسبان ختم نبوت حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری صاحب زید مجدہ

ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

مدعی نبوت مرزا غلام احمد کے ماننے والوں کا ایک گروہ لاہوری پارٹی سے جانا جاتا ہے یہ بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ بتانے کے لیے عام لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرتا ہے کہ ہماری پارٹی مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی جس کی وجہ سے ہم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیئے جائیں بلکہ ان کو صرف مجدد مانتی ہے۔ اس مغالطہ کی بنا پر ناواقف حضرات کہہ دیا کرتے ہیں کہ قادیانی پارٹی (جو مرزا کو نبی مانتی ہے) کو تو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا چاہیے مگر لاہوری پارٹی کو دائرہ اسلام میں داخل ماننا چاہیے۔ اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ میل جول رکھ کر ان کی اسلامی وسماجی خدمات سے استفادہ کرنا چاہیے۔ پچھلے دنوں تک ملک میں لاہوری پارٹی کی تحریکات بعض مقامات پر تھیں مگر اب چند سالوں سے انھوں نے بھی اپنی سرگرمیاں دہلی وغیرہ مختلف صوبوں میں تیز کردی ہیں جن کی وجہ سے عام مسلمان ان کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ تصور کرنے لگے ہیں حالانکہ تمام علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا کے ماننے والوں کی دونوں پارٹیاں قادیانی ولاہوری کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جناب مولانا حبیب احمد کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مغالطہ کے ازالہ کے لیے یہ رسالہ تراسی سال قبل تالیف فرمایا تھا جو اپنے موضوع پر کامل ومکمل قیمتی رسالہ ہے۔ جس سے مدلل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے صاف صاف نبوت کا دعویٰ کیا ہے جس سے لاہوری پارٹی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں مل سکتی۔

اس سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے موجودہ قواعد کتابت وتفہیم کی رعایت کرتے ہوئے اس پر جناب مولانا محمد راشد صاحب گورکھپوری نے حوالوں کی مراجعت کرکے نیز ضروری حواشی لگا کر قابل قدر محنت کی ہے خداوند کریم اس کو قبول فرمائے۔ بڑی مسرت کی بات ہے کہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے ذمہ داران نے جامعہ کے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے تحت اس کی طباعت واشاعت کا اہتمام فرمایا ہے۔ امید کہ اس طرح کے اور رسائل وکتب بھی شعبہ کی طرف سے منظر عام پر آئیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

محمد عثمان منصور پوری

ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

باسمہ تعالیٰ

تعارف مصنّفِ کتاب

حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی علیہ الرحمۃ

آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی شیخ عبدالحکیم ہے۔ ۱۷ر شوال المکرّم ۱۳۱۸ھ میں آپ نے جامعہ مظاہر علوم میں داخلہ لے کر مشکوٰۃ شریف، شرح وقایہ، مختصر المعانی، سلم العلوم وغیرہ کتابیں پڑھیں اور شعبان ۱۳۱۹ھ میں مذکورہ کتب کا امتحان دے کر اچھے نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔ شوال ۱۳۲۹ھ میں علمی پیاس بجھانے کے لئے آپ نے دوبارہ جامعہ مظاہر علوم میں داخلہ لے کر مطول، حمد اللہ، ہدایہ اول، ملاحسن، میبذی وغیرہ کتب پڑھیں۔

فراغت کے بعد آپ نے علمی مشغلہ میں قدم رکھا بیشتر اداروں میں آپ نے علمی و دینی خدمات انجام دیں ایک زمانہ میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ یوسفیہ مینڈھو ضلع علی گڑھ میں رئیس الاساتذہ بھی رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے زیرنظر کتاب بھی تالیف فرمائی۔ ۱۳۳۴ھ میں امداد العلوم تھانہ بھون میں منصب تدریس پر فائز رہ کر طلبہ کی علمی تشنگی بجھائی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کی خدمت میں ایک طویل عرصہ گذارا حضرت کی تصانیف میں معین و مددگار رہے۔ حوادث الفتاوی، ترجیح الراجح، بہشتی زیور، تفسیر بیان القرآن، اور امداد الفتاویٰ پر آپ نے حضرت اقدس تھانوی کی فرمائش پر نظر ثانی فرماتے ہوئے بہت سے اضافے اور اصلاحات کیں ضمیمے اور تتمے لکھے، نیز ۱۳۲۴ھ میں بیان القرآن پر حواشی تحریر فرمائے۔

آپ ایک متبحر عالم دین اور مضبوط استعداد کے مالک تھے آپ کی تصنیفات میں ''الاسئلة البديعة من جميع علماء الشيعه''، ''فتوی گاؤکشی''، ''اظهار البطلان لدعوى مسيح قاديان''، ''تنبیہ نافع''، ''اسلام کی اصلی تصویر''، ''تفسیر حل القرآن''، ''احوال الصادقين ''ترجمہ'' تنبيه المغترين'' ''ارشاد المسلمين الى مصالح الدنيا والدين'' اور '' كلام الملوک'' وغیرہ کتب قارئین سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ آپ کی کاوش ''حل القرآن'' قرآن شریف کی مایہ ناز تفسیر ہے جو ۱۲ جلدوں میں مکمل ہوئی جلد اول مستقل کتابی شکل میں اور باقی جلدیں ماہنامہ الہادی دہلی میں قسط وار شائع ہوئیں جن کو بعد میں مرتب کر کے کتابی شکل دیدی گئی پھر ۱۳۸۰ھ میں اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن مکتبہ تھانوی دیوبند سے شائع ہوا جو تیس اجزاء پر مشتمل ہے۔ ان کی دیگر تصنیفات و تالیفات کی تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے ''علماء مظاہر علوم سہارنپور اور ان کی علمی و تصنیفی خدمات جلد دوم ص: ۴۳۰ تا ۴۶۰۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا وما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله والصلوة والسلام علی رسوله ونبیه محمد وآله وصَحابه اجمعِین .

اما بعد! احقر حبیب احمد کیرانوی مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ حضرات فرقۂ قادیانی سے ناواقف نہیں ہیں جو تقریبا چالیس پینتالیس برس سے وجود میں آیا ہے جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے جسکے ذاتی حالات سے مجھے کچھ زیادہ واقفیت نہیں ہے ہاں جس قدر حالات کا مجھے اس کی کتابوں سے پتہ چلا ہے وہ یہ ہیں۔

علوم شرعیہ سے عدم واقفیت :

☆ کہ وہ علوم شرعیہ سے بالکل نابلد تھا چنانچہ اس نے خود اپنی کتاب ''آئینہ کمالات ص ۵۴۵'' ﴿روحانی خزائن ۵/ص ۵۴۵﴾ میں لکھا ہے:

''لم یتفق لی التوغل فی علم الحدیث والاصول والفقه الّا کطلّ من الوبل''۔

یعنی مجھے علم حدیث اور اصول اور فقہ میں مشغولی کا اتنا بھی موقع نہیں ملا جس قدر کہ شبنم کو موسلا دھار بارش سے نسبت ہوتی ہے۔

مغربی علوم کا غلبہ:

☆ اس کے دماغ میں مغربی علوم کی روشنی تھی جیسا کہ اسکے نیچریانہ خیالات[۱] سے ظاہر ہے

---

[۱] مثلاً ازالہ اوہام حصۂ اوّل در خ ۳/ص ۱۲۶/ پر حضرت عیسیٰؑ کے رفع آسمانی کو محال ثابت کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

''ایک اعتراض یہ ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس =

نیز بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مختاری کا امتحان بھی دیا تھا جس میں وہ فیل[1] ہو گیا۔تفسیر قرآن وحدیث کا رنگ اس نے سرسید سے اڑایا گو وہ اسکا مقلد نہیں رہا مگر طرز وہی ہے کسی قدر جدت لئے ہوئے، اور اس جدت پر اس کو اس کے دعویٰ نبوت نے مجبور کیا ہے۔

مرزا کا فہم:

☆ فہم کے لحاظ سے جو اسکا رتبہ تھا اسکا اندازہ آپ اس واقعہ سے کر سکتے ہیں کہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ جس قدر مجھے الہامات ہوئے پہلے تیرہ سو برس میں کسی کو نہیں ہوئے۔اور کہتا ہے کہ جو کوئی منکر[2] ہو بار ثبوت اسکی گردن پر ہے[3] (حقیقۃ الوحی ص:۳۹۱منقول از صیحۂ رنگون[4])

حالانکہ جب یہود و نصاری نے دعویٰ کیا (وقالوا) لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوداً اَوْ نَصٰرى ﴿تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (سورہ بقرہ پ (۱) آیت ۱۱۱) تو حق تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتے ہیں کہ تم ان مدعیوں سے ان کے دعویٰ کی دلیل طلب کرو اور کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اس دعویٰ کی دلیل پیش کرو۔اس آیت میں یہ اصول تسلیم کرلیا گیا ہے کہ بار ثبوت مدعی کی گردن[5] پر ہے اور یہ اصول کچھ قرآن کا ہی مسلم نہیں

= خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے"۔محمد راشد

[1] سیرت المہدی جلد اول ص ۱۵۶/روایت نمبر ۱۵۰۔محمد راشد

[2] مرزا نے بار ثبوت منکر کی گردن پر ڈالا لیکن اگر یہ کوئی کہے کہ نہ میں انکار کرتا ہوں نہ اقرار؛ لیکن چونکہ آپ کا بیان ایک خبر ہے اور خبر میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہے اس لئے آپ مجھے اس کا سچا ہونا سمجھا دیجئے تو پھر بار ثبوت کس کے ذمہ ہوگا؟ مصنفؒ۔

[3] حقیقۃ الوحی در خ ۲۲/ص ۴۰۶۔محمد راشد

[4] اس کتاب کو حضرت مولانا شاہ عالم صاحب مدظلہ نے دوبارہ ایڈٹ کیا ہے جو"روئداد مباحثہ رنگون" کے نام سے دینی تعلیمی ٹرسٹ لکھنؤ کی جانب سے حضرت مولانا عبد العلیم صاحب فاروقی مدظلہ نے شائع فرمائی ہے۔ محمد راشد

[5] نیز اس اصول کی تائید میں حدیث رسول بھی ہے ,,عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدّه ان النبیّ ﷺ قال فی خطبته البیّنة علی المدّعی والیمین علی المدّعیٰ علیه ،،

ہے بلکہ تمام دنیا اس اصول کو صحیح تسلیم کرتی ہے ،مگر مرزا نے دعویٰ خود کیا اور بار ثبوت منکر کی گردن پر رکھا۔ یہ ایک نمونہ تھا مرزا کے فہم کا ، ایسے بہت سے نمونے ہیں۔

مرزا کی گالی:

☆ تہذیب اور متانت میں جو درجہ تھا اس کا اندازہ اس سے کر لیجئے کہ وہ ,,آئینہ کمالات ص ۵۴۷ و ۵۴۸'' میں لکھتا ہے:

,,تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفها ویقبلنی ویصدق دعوتی الا ذرّیة البغایا[۱] الذین ختم الله علیٰ قلوبهم فهم لا یقبلون.

یعنی یہ (مرزا کی تصنیفات) وہ کتابیں ہیں جنکو ہر مسلمان محبت ومودّت کی نظر سے دیکھتا اور انکے معارف سے منتفع ہوتا اور مجھکو قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ بجز چھنال[۲]

= (ترمذی ج ۱ ص ۲۴۹) یعنی دلیل مدعی کے ذمہ اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ واجب ہے اسی طرح دنیا کی ہر عدالت مدعی سے ہی دلیل طلب کرتی ہے پس قرآن وحدیث مزید برآں دنیا کی ہر عدالت جب یہ اصول تسلیم کرتی ہے کہ دلیل مدعی پر واجب ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کا مدعیٰ علیہ سے دلیل طلب کرنا اس کے فہم کے دیوالیہ پن کا بین ثبوت نہیں تو کیا ہے؟ محمد راشد

[۱] عام طور پر قادیانی اس میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ ذرّیۃ البغایا کا معنی ''گمراہ اور ہدایت سے دور لوگ'' ہیں جبکہ یہ لفظ عربی ہے اور عربی میں سخت گالی مانی جاتی ہے دوسرے یہ کہ ان کے گرو گھنٹال مرزا غلام احمد قادیانی نے جابجا ذرّیة البغایا اور بغایا کا استعمال کرنے کے بعد بازاری اور بدکار جیسے الفاظ سے ترجمہ کرکے تاویل مذکور کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے خطبۂ الہامیہ خ ۱۶ ص: ۴۹ اور الہدیٰ والتبصرہ لمن یریٰ درخزائن ۱۸ ص: ۲۹۱، ''انجام آتھم درخزائن ۱۱ ص: ۲۸۲'' ۔محمد راشد

[۲] اس جگہ ہم محمد علی امیر جماعت احمدیہ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ تمام کلمہ گو مؤمن ہیں نیز آپ اپنی کتاب ''ردّ تکفیر'' میں اس حدیث کو بھی تسلیم کرتے ہیں، سباب المؤمن فسوق ۔یعنی مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے ۔اور آپ اس کا بھی انکار نہیں کرسکتے کہ مرزا نے مسلمانوں کو'' آئینہ کمالات'' میں چھنال کے بچے، اور حرامی، اور ان کی ماؤں کو چھنالیں کہا۔ تو کیا ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ مرزا فاسق تھا؟ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک فاسق خدا کا برگزیدہ اور مامور اور مرسل ہوسکتا ہے؟ اگر آپ کے پاس اس کا جواب ہو تو ہم بھی سننا چاہتے ہیں۔ نیز فرمایئے کہ کیا ایسے فاسق کی نسبت آپ کا =

عورتوں کی اولاد کے، جنکے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے سو وہ قبول نہیں کرتے۔ فرمائیے اس سے زیادہ بدزبانی کیا ہوگی؟ اسلام تو درکنار ہم تو کافروں کو بھی نہیں دیکھتے کہ وہ مسلمانوں کی ماؤں کو چھنال اور فاحشہ کہیں۔ یہ لفظ اوّل ہم نے شیعوں کی کتاب ''کافی کلینی'' میں دیکھا تھا۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے (جن کا نام اس وقت میری یاد سے اتر گیا ہے شاید امام باقر ہیں یا امام جعفر) اپنے ایک صحابی ابوحمزہ ثمامی سے فرمایا تھا:

''یا ابا حمزة انّ النّاس کلّهم اولاد بغایا ما خلاشیعتنا''۔[1]

یعنی اے ابوحمزہ ہمارے شیعوں کے سوا تمام لوگ چھنال اور فاحشہ عورتوں کی اولاد ہیں۔ یا ہم آج دوسری دفعہ انہی الفاظ کو مرزا کی کتاب آئینہ کمالات میں دیکھ رہے ہیں۔ مزید گالیوں کی تفصیل رسالہ ''عشرۂ کاملہ'' میں دیکھو جس میں مرزا کی گالیوں کو جو اس نے اپنے مخالفین کے لئے استعمال کی ہیں حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے مگر ''ذریة البغایا'' (چھنالوں کے بچے) جو مرزا نے آئینہ کمالات میں استعمال کیا ہے وہ اس میں نہیں ہے ہم نے خود آئینہ کمالات سے نقل کی ہے۔

شاندار جھوٹ:

☆ تقدس اور عفت میں مرزا کا مرتبہ دیکھنا ہو تو منکوحہ آسمانی[2] کا واقعہ

= یہ کہنا کہ مرزا صاحب محفوظ بمعنی معصوم تھے مسلمانوں کو فریب دیکر گمراہ کرنا نہیں ہے، اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہو تو ہم بھی سننا چاہتے ہیں، نیز قرآن کریم میں ان لوگوں کے لئے جو پاکباز اور باعصمت بیبیوں پر زنا کی تہمت لگائیں دنیا میں حد قذف اور آخرت میں عذاب الیم کی سزا مقرر کی گئی ہے اور ان کی نسبت حکم فرمایا ہے کہ انکی شہادت کبھی مت قبول کرو (سورۂ نور پ ۱۸/ آیت ۴) تو آیا مسلمانوں پر خدا کے اس حکم کا ماننا فرض ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر جس فاسق نے کروڑوں پارسا عورتوں کو زانیہ کہا اس کی شہادت مسلمان کیونکر قبول کرسکتے ہیں۔ مصنفؒ۔

[1] یہ قول امام باقر کا ہے کافی کلینی حصہ سوم موسوم بہ ''فروع کافی'' مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔ محمد راشد

[2] یہ اشارہ ہے ایک نوعمر لڑکی (جو اس وقت بقول مرزا بالکل چھوکری تھی یعنی ۹ برس کی) محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ کے واقعہ کی طرف، جس پر مرزا غلام احمد قادیانی پچاس سے زائد برس کی عمر میں فریفتہ ہو گیا تھا اور اس کو حاصل کرنے کیلئے آسمانی نکاح کا حوالہ دے رہا تھا، مگر آہ! صد بار آہ! کہ مرزا کی یہ آرزو سینے میں دفن ہو کر رہ گئی اور خود مرزا زمین میں۔ تفصیل کیلئے دیکھئے شہادت القرآن در خزائن ۶/ ۳۷۶، انجام آتھم در خزائن ۱۱/ ۳۱ بر حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ۲/ ۴۳، آئینہ کمالات اسلام خ ۵ ص ۳۲۵۔ محمد راشد

فیصلۂ آسمانی[1] ہر سہ حصص میں دیکھو؛ جھوٹ تمام مذاہب میں تو درکنار تمام متین اور مہذب آدمیوں کے نزدیک بھی معیوب سمجھا جاتا ہے مگر مرزا نے اپنے طرز عمل سے اس تمام دنیا کے مسلم مسئلہ کو بھی غلط ثابت کر دیا اور بتلا دیا کہ جھوٹ بولنا کوئی عیب نہیں چنانچہ مرزا نے بہت سی باتیں کہی ہیں جن کو کوئی مرزائی تا قیامت سچ ثابت نہیں کر سکتا۔ نمونہ کیلئے صرف ایک واقعہ لکھا جاتا ہے جو یہ ہے کہ مرزا نے ''شہادۃ القرآن'' میں لکھا ہے:

''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آویگی کہ ھذا خلیفۃ اللہ المھدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے''۔ ﴿خ ۶ ص ۳۳۷﴾

حالانکہ اس خلیفہ کا اور ان الفاظ کا بخاری میں نام تک نہیں۔ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مرزائی سے کہا جاوے کہ بھائی ذرا بخاری میں اس خلیفہ کا ذکر دکھلا دو جس کیلئے آسمان سے یہ ندا آئیگی کہ ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی۔ اس سے تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ مرزا نے جھوٹ بولا یا سچ، یہ صرف ایک نمونہ تھا ورنہ ایسے بہت سے نمونے مرزا کی کتابوں میں موجود ہیں جو سچائی سے دور ہیں۔

تحریف مرزا پر یہود و نصاریٰ بھی شرمندہ:

☆ مرزا کو تحریف میں اتنا ملکہ تھا کہ یہود و نصاریٰ بھی اس کے سامنے گرد ہو گئے۔

مرزا کی چرب زبانی:

☆ لسان اتنا بڑا تھا کہ جب ایک واقعہ کے انکار کی ضرورت سمجھتا تھا تو نہایت زور شور سے انکار کرتا تھا اور جب اسی واقعہ کے اثبات کی ضرورت سمجھتا تھا تو اسی زور شور سے اس کو ثابت کرتا تھا۔

---

[1] مصنفہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ۔

عیسائیت کے اثرات:

غرض اس مرزا غلام احمد قادیانی نے جس کے حالات کا بہت ہی مختصر سا نقشہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور چونکہ یہ شخص حقیقت میں سرسید کا خوشہ چین[1] اور عیسائیوں کے اثر سے بہت کچھ متاثر تھا اس لئے عام طور پر انگریزی داں اشخاص اس کے دام فریب میں آنے لگے اور اس نے اپنا ایک باقاعدہ جتھا بنالیا اور اپنی فریب آمیز تقریروں اور تحریروں سے بہت سے لوگوں کو مرتد بنالیا۔

جب کہ ۱۹۰۸ء میں یہ شخص اپنے مقر اصلی میں پہنچا تو ایک شخص نورالدین نامی اس جھوٹے مدعیٔ نبوت کا خلیفہ ہوا اور ۱۹۱۴ء تک اس نے گمراہی پھیلائی۔ اس عرصہ تک یہ سب لوگ مرزا کو نبی مانتے رہے اور کوئی اختلاف ان میں رونما نہیں ہوا۔ مگر ۱۹۱۴ء میں نورالدین کے مرنے کے بعد خلافت میں نزاع ہوا اور دو پارٹیاں ہوگئیں، ایک قادیانی پارٹی، جو مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود کو خلیفہ مانتی ہے اور دوسری لاہوری پارٹی، جو محمد علی ایم، اے، ایل، ایل، بی کو اپنا امیر تسلیم کرتی ہے۔ ان دو پارٹیوں میں امارت و خلافت کے علاوہ اس میں بھی نزاع پیدا ہوگیا کہ غلام احمد کو مدعی نبوت ظاہر کرنا چاہئے یا نہیں، مرزا محمود کی پارٹی جو ایک بہت بڑی پارٹی ہے اور مرزا غلام احمد کی چال پر چلتی ہے اس نے تو یہی سنک اختیار کیا کہ ضرور اس کو مدعی نبوت ظاہر کیا جائے اور اس میں کسی پالیسی کے برتنے کی ضرورت نہیں۔ مگر محمد علی کی پارٹی جو ایک مختصر جماعت تھی اس نے اس میں مصلحت[2] سمجھی کہ مسلمانوں کے سامنے ایسے

---

[1] نیچری مذہب کے بانی سرسید احمد خاں ہندوستان میں وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور ان کے بغیر باپ کے پیدا ہونے سے انکار کیا۔ ان ہی نظریات کو مرزا غلام احمد قادیانی نے بعد میں اپنالیا، پس سرسید احمد خاں عقیدہ وفات مسیح اور ان کی پیدائش بلا پدر میں مرزا کے استاذ اور مرزا ان کا خوشہ چیں ٹھہرا۔ مرزا بشیر احمد ایم اے نے سیرۃ المہدی حصہ اول کے ص:۱۵۶ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی سرسید خاں سے مکاتبت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ محمد راشد۔

[2] اس پارٹی کی اس مصلحت اندیشی کا پتہ اس سے بخوبی چلتا ہے کہ نواب صاحب کے سوالات کے جواب میں یہ فقرہ بھی محمد علی کے قلم سے نکل گیا کہ مرزا محمود کی پارٹی کے عقائد ایسے ہیں کہ عام طور پر مسلمان کبھی انہیں قبول نہیں کرسکتے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا محمود کے عقائد سے جو کہ درحقیقت مرزا غلام احمد کے =

الفاظ پیش کرنا، جس سے ان کو توحش ہو، مصلحت کے خلاف ہے، اس لئے مرزائیت کی تبلیغ اس عنوان سے کی گئی کہ مرزا نے صرف مجددیت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ نبوت کا اور اس عنوان سے اس نے مسلمانوں کو فریب دے کر اپنی جماعت کو بڑھانا چاہا، ہزاروں اللہ کے بندوں نے اس جماعت کے فریب میں آ کر ایمان کھولیا اور کھو رہے ہیں۔

لاہوری جماعت کے اہداف:

اس جماعت کا ایک بڑا سرگرم کارکن خواجہ کمال الدین ہے جو مسلمانوں سے تبلیغ اسلام کے نام سے چندے وصول کرتا ہے اور مرزائیت کے پھیلانے میں ان کو صرف کرتا ہے گویا اس نے مسلمانوں کو اتنا بیوقوف بنایا ہے کہ انہیں کے روپیہ سے انہیں کی جڑ کاٹتا ہے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ہزار انھیں کوئی سمجھائے مگر وہ کب سنتے ہیں۔

اس جماعت کا بلکہ عموماً مرزائیوں کا یہ رویہ ہے کہ وہ اکثر ایسے لوگوں پر اثر ڈالتے ہیں جو یا انگریزی داں ہوں یا رئیس، اور اس میں مصلحت یہ ہے کہ یہ لوگ عموماً دین سے ناواقف اور اہل اللہ سے بے تعلق ہوتے ہیں اور اس لئے وہ ان کے فریب میں جلد آ جاتے ہیں اور جب وہ ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں تو وہ ان سے دو قسم کے فائدے حاصل کرتے ہیں۔

ایک یہ کہ ان سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے ہیں۔

اور دوسرا یہ کہ ان کی وجاہت سے عوام پر اثر ڈالتے ہیں۔

انہیں باتوں کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں نے عالی جناب[۱] نواب لیاقت حسین خاں صاحب بہادر زید مجدہم رئیس مینڈ ہو کو مرزائیت کے دام میں پھانسنے کی کوشش کی مگر نواب صاحب ممدوح چونکہ دین دار اور اہل اللہ سے تعلق رکھنے والے شخص ہیں اس لئے انھوں نے

= عقائد ہیں محض مسلمانوں کے توحش رفع کرنے کے لئے علیحدگی اختیار کی گئی ہے۔ ان کے اختلاف کے پالیسی پر مبنی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نعمت اللہ مرزائی کے قتل ہونے پر دونوں پارٹیاں بالاتفاق چیخ اٹھیں۔ مصنفؒ۔

[۱] اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ سکریٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے نواب صاحب ممدوح سے بذریعہ اپنی درخواست مورخہ ۸؍ جون ۲۴ء میں درخواست کی کہ ہم نے سنا ہے کہ ہمارے مخالفین نے آپ کو ہماری =

ان کے دام فریب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور مرزائیوں کو جان بچانی مشکل پڑ گئی اور ایسی شکست فاش کھائی کہ اب انشاء اللہ وہ بے سوچے سمجھے ہر ایک پر ہاتھ نہ ڈالیں گے اس لئے کہ ان کو شیخ سعدی کے اس شعر کی عملی طور پر تصدیق ہو گئی ہے۔

صیاد نہ ہر بار شکارے بہ برد
باشد کہ یکے روز پلنگش بخورد

وجہ تالیف:

اس واقعہ نے مجھ پر ایک خاص اثر ڈالا اور میں نے ان کے اس خطرناک فریب کو محسوس کر کے ارادہ کیا کہ مرزائیت کے فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کروں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ اب مسلمانوں کی حالت اس مرتبہ تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ہر ایک سبز باغ دکھلانے والے کے فریب میں آ جاتے ہیں اور دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست

= جماعت سے جو محض ایک خادم اسلام جماعت ہے، بہت بدظن کر دیا ہے آپ کو خدا نے عہدۂ مجسٹریٹی عطا فرمایا ہے اس لئے جس طرح آپ دنیوی معاملات میں انصاف سے کام لیتے ہیں دینی معاملات میں بھی انصاف سے کام لیجئے۔ ایک فریق کے بیان پر فیصلہ کرنا خلاف انصاف ہے اس لئے ہمارا بھی بیان سن لیجئے اور اس کے بعد آپ کو اختیار ہے جو چاہیں ہماری نسبت رائے قائم کریں۔ نواب صاحب ممدوح نے اس درخواست پر ان کے بیان لینے شروع کئے اور ان کے پاس بھی سوالات بھیج دیئے۔ اس کا جواب انھوں نے دیا۔ نواب صاحب نے ان جوابات پر مزید تنقیحی سوالات قائم کر کے بھیج دیئے۔ ان سوالات نے مرزائیوں کے چھکے چھڑا دیئے اور تقریباً مہینہ بھر تک خاموش رہے۔ نواب صاحب کی طرف سے جواب کا تقاضا ہوا اس کے جواب میں نہایت دبے ہوئے الفاظ میں جواب کا وعدہ کیا مگر اس کے بعد بھی جواب نہ آیا تو نواب صاحب کی طرف سے پھر تقاضا ہوا اس کے جواب میں اول وعدہ ہوا اور اس کے کئی روز بعد اللہ اللہ کر کے جواب آیا دیکھا تو محض بے قاعدہ، اور آخر میں لکھ دیا کہ ہمیں اتنے سوالوں کے جواب کی فرصت نہیں۔ نواب صاحب نے پھر ان کو راہ پر لانا چاہا مگر انھوں نے تو موت کا منھ دیکھ لیا تھا وہ کسی طرح سیدھے نہ ہوئے۔ آخر کئی مرتبہ کی خط و کتابت کے بعد صاف جواب دیدیا کہ ہم پیچیدہ بحثوں میں نہیں پڑنا چاہتے اور خدا خدا کر کے نجات پائی، جان بچی لاکھوں پائے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس گفتگو کو مرتب کر کے کسی وقت مسلمانوں کے سامنے پیش کریں گے۔ مصنف

سمجھنے لگتے ہیں اس لئے ان کو خطاب کرنا بے سود ہے مگر پھر خیال ہوا کہ جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خیبر پر جھنڈا دے کر بھیجا ہے تو ان سے فرمایا کہ اے علی اگر ایک شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعہ سے ہدایت کردی تو وہ بھی تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے سو اسی طرح اگر ایک شخص بھی میری کوشش سے فتنہ مرزائیت سے بچ گیا تو وہ بھی میرے لئے کافی ہے۔ اس خیال نے مجھے ہمت دلائی اور میں نے اس کام کو شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ میری ہر مسلمان سے درخواست ہے کہ جس کے ہاتھ میں یہ کتاب پہنچے وہ اپنے اوپر لازم کرلے کہ اس کو اول سے آخر تک ایک مرتبہ ضرور دیکھ جائے۔ دنیا طلبِ علم کے لئے ہزاروں کوس کا سفر کر کے علم حاصل کرتی تھی۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ علم آپ کے گھر آتا ہے اور آپ اسے قبول نہیں کرتے۔ مسلمانو! اگر ایمان عزیز ہے تو غفلت کو چھوڑو، ہوشیار ہو، آج جس قدر اسلام پر اندرونی و بیرونی حملے ہو رہے ہیں وہ سب تمہاری غفلت سے ہو رہے ہیں یہ سب حملہ کرنے والے دین کے چور ہیں، اور مثل مشہور ہے ''پتہ کھڑ کا چور بھڑ کا'' چور کے پاؤں نہیں ہوتے ذرا مالک کو ہوشیار پاتے ہیں تو فوراً بھاگ جاتے ہیں ہاں اگر گھر کے لوگ افیون کھا کے سو رہے ہیں تو پھر چور نہایت اطمینان کے ساتھ گھر کا صفایا کریں گے۔ اور یہ نقصان خود تمہاری غفلت سے ہوگا۔ تم اس واقعہ سے سبق حاصل کرو اور دیکھو کہ آخر یہ وہی مرزائی تو ہیں جنھوں نے لاکھوں مسلمانوں کو مرتد بنا ڈالا مگر نواب صاحب کے سامنے سے کیسے بدحواس ہو کر بھاگے۔ آخر یہ کیوں؟ محض اس واسطے کہ انھوں نے نواب صاحب ممدوح کو بیدار پایا۔ اگر تم بھی بیدار ہو جاؤ گے تو میں خدا کے بھروسہ پر ذمہ کرتا ہوں کہ تم تمام چوروں سے اپنے متاع ایمان کو بچا لو گے اور بھائیو! اگر تم خدانخواستہ سوتے رہے اور کسی طرح بیدار نہ ہوئے تو پھر ایمان کی خیر نہ سمجھو، ایمان بڑی دولت ہے تم کو بلا محنت مل گیا ہے اس لئے تمہیں قدر نہیں، دیکھو تم اس کی قدر کرو اور اس کی حفاظت کرو، اور جعل ساز فریبیوں کے دام میں آ کر تم اس بیش بہا دولت کو ضائع نہ کرو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مرزا غلام احمد بالکل جھوٹا تھا اس کے جتنے دعوے ہیں سب جھوٹ اور فریب ہیں، اور یہ سب کارروائی جعلی ہے،

اس کے جھوٹے ہونے میں ذرا سا بھی شبہ نہیں۔ اس کو جن لوگوں نے نبی یا مجدد اور امام مانا ہے وہ عموماً وہی لوگ ہیں جو پہلے سے دین سے بے خبر اور دنیا میں منہمک تھے اور اب تو مرزائی تعلیم نے ان کے جہل اور حب دنیا کو اور بھی چمکا دیا ہے تم اس سے دھوکہ نہ کھانا کہ مرزا کے گروہ میں بعض نام کے مولوی بھی شامل ہو گئے کیونکہ سب مولوی نہ صاحب فہم ہوتے ہیں نہ دیندار، کیا بعض مولوی عیسائی نہیں ہو گئے؟ تو کیا ان کے عیسائی ہو جانے سے عیسائیت حق ہو گئی؟ ہر گز نہیں۔ تو ان نام کے مولویوں کے قادیانی ہو جانے سے مرزائیت کیسے حق ہو جائے گی۔ میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ مرزائیت کے اصول، اسلام کی بیخ کنی کرنے والے ہیں اور جو مرزا کو مجدد اور نبی مانتا ہے وہ در پردہ اسلام کو باطل ٹھہراتا ہے اور تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر قرار دیتا ہے مثال کے طور پر ایک اصول بیان کرتا ہوں جو یہ ہے:

نزول عیسیٰ کا عقیدہ ایک شرکیہ عقیدہ ہے:

تمام مرزائی اور خود مرزا ان واقعات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ ماننا اور ان کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھنا ایک مشرکانہ عقیدہ ہے[1]۔ جس میں ہزاروں مفاسد ہیں مثلاً:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے معزول کرنا (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے قصور جنت سے نکالنا (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ماننا (۴) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا انکار کرنا (۵) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا (۶) خدا کو جھوٹا بتلانا (۷) خدا کے تمام وعدوں کو بے اعتبار بنا دینا وغیرہ وغیرہ۔

تمام مسلمان نزول عیسیٰ کے عقیدہ پر تھے:

اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے تمام مسلمان اسی عقیدہ پر تھے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تشریف لائیں گے۔ چنانچہ مرزا کہتا ہے کہ:

---

[1] ازالہ اوہام ۳/۲۲۷، دافع البلاء خ ۱۸ اص: ۲۳۵، شہادۃ القرآن در روحانی خزائن ۶/۳۷۳۔

''نزول مسیح کی حقیقت میرے سوا کسی پر نہیں کھلی اور سب یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جسمانی ہے نہ کہ روحانی''۔

﴿آئینۂ کمالات اسلام در روحانی خزائن ۵ ص: ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۵۵۳﴾

نتیجہ:

اب کیا ان دونوں باتوں سے یہ ہی نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ پہلے تمام اولیاء و اقطاب و مجددین و مجتہدین وغیرہ سب کے سب درحقیقت مشرک اور حضرت عیسیٰ کو خدا ماننے والے اور ختم نبوت کے منکر وغیرہ تھے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص بھی جو ذرا سی بھی سمجھ رکھتا ہو، اس صریح نتیجہ سے انکار کرے گا۔ یہ بحث الگ ہے کہ وہ اس شرک اور کفر میں دانستہ مبتلا ہوئے یا اس وجہ سے مبتلا ہوئے کہ انھیں خبر نہیں تھی کہ یہ شرک اور کفر ہے۔ مگر مشرک و کافر تو ماننا لازم ہے۔ سو اول تو میں نہیں کہہ سکتا کہ جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہے وہ اس کو تسلیم کرے گا کہ بے شک وہ کافر و مشرک تھے مگر انھیں اپنے شرک و کفر کا علم نہ تھا اور اگر کوئی یہ کہنے کی جرأت بھی کرے تو اب یہ سوال ہوگا کہ آیا خدا بھی جانتا تھا یا نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا تسلیم کرلینا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ خدا بھی نہیں جانتا تھا تب تو قصہ ہی ختم ہے اور اگر کہیں کہ خدا ضرور جانتا تھا تو اب سوال یہ ہے کہ جب آپ کو مسلم ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد ہوتا رہا ہے اور وہ مجدد خدا کا مرسل[1] ہوتا تھا اور اس پر خدا کی طرف سے وحی بھی ہوتی تھی، تو کیا خدا نے اپنے بارہ رسولوں کا اس مشرکانہ اور کفریہ عقیدہ میں مبتلا رہنا جائز رکھا اور ان سے نہ کہا کہ یہ کفریہ عقیدہ ہے اور تم درحقیقت مسیح کو خدا مانتے ہو۔ گو تمہیں اس کا احساس نہیں۔ لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اس عقیدہ سے توبہ کرو اور دوسرے لوگ جو تمہاری تقلید میں گمراہ ہو رہے ہیں ان کی اصلاح کرو اور کیا کوئی مسلمان ہے جو اس کو جائز رکھے۔

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جب مرزا کے عقیدہ میں حیات و نزول مسیح کے عقیدہ کا

---

[1] واضح رہے کہ مجدد کو مرزا کے اصول پر خدا کا مرسل کہا گیا ہے کیونکہ مرزا کے نزدیک مجدد و محدث خدا کا رسول ہوتا ہے۔ (توضیح المرام خ ۳ ص: ۶۰) محمد راشد۔

مستلزم الوہیتِ مسیح ہونا اتنا بدیہی ہے کہ اسکو عیسائی تک سمجھتے ہیں اور اسی لئے وہ اسلام پر اس ہتھیار سے حملہ کرتے ہیں تو کیا سارے مجدد جن کو خدا کا رسول کہا جاتا ہے اتنے بے عقل اور کودن تھے کہ انہیں عیسائیوں کے برابر بھی عقل نہ تھی کہ عیسائی تو سمجھیں کہ اس عقیدہ سے الوہیت مسیح ثابت ہوتی ہے، اور مجددین اپنی عقل سے نہ سمجھیں کہ اس سے الوہیت مسیح ثابت ہوتی ہے۔

پہلے مرزا بھی نزول عیسیٰ کے عقیدہ پر قائم تھا:

پھر لطف یہ کہ مرزا خود بھی اپنی وحی کے زمانے میں بائیس یا تئیس برس تک اسی کفریہ عقیدہ میں بتلا رہا کیونکہ رسالہ ریویو آف ریلیجز کی تحریر کی بنا پر مرزا ۱۸۶۸ء میں صاحب وحی ہو چکا تھا اور ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں مرزا پر مسیح کا بروزی رنگ میں نازل ہونا منکشف ہوا تو اس حساب سے ۲۲-۲۳ برس تک مرزا اسی کفریہ و شرکیہ عقیدہ میں بتلا رہا اور نہ خدا کو اصلاح عقیدہ کا خیال ہوا اور نہ خود مرزا نے اپنی دقیق فہم سے اس بدیہی مسئلہ کو سمجھا۔ بھلا کوئی ذی عقل و ہوش دنیا میں ایسا ہے جو ان واقعات کو تسلیم کر لے؟

مرزا کی غباوت:

اور لطیفہ سنئے مرزا پر ۱۸۸۰ کے قریب وحی آ چکی تھی کہ تو عیسیٰ ہے۔ مگر مرزا دس گیارہ برس تک اس حقیقت کو بھی نہیں سمجھا کہ میں مسیح موعود ہوں اور مسیح کا نزول بروزی ہے۔ بلکہ وہ اس وحی کے بعد بھی یہی سمجھتا رہا کہ میں صرف مثیل عیسیٰ ہوں اور عیسیٰ جن کے آنے کی حدیثوں میں پیشین گوئی ہے وہ اصلی عیسیٰ ہیں۔ ﴿حقیقۃ الوحی در خزائن ۲۲/۱۵۳﴾

اس سے بھی بڑھ کر لطیفہ یہ کہ وہی الہامات جن کے تقریباً دس برس تک یہی معنی لئے جاتے تھے کہ میں مسیح موعود نہیں ہوں بلکہ مثل مسیح موعود ہوں۔ دس برس کے بعد بعینہ انہی الہامات کے یہ معنی ہو گئے کہ میں مسیح موعود ہوں اور مسیح مر چکے ہیں۔ اب وہ نہ آئیں گے۔ ان کی حیات و نزول کا عقیدہ شرک ہے، کفر ہے، مسیح کو زندہ ماننا ان کو خدا ماننا ہے ﴿دافع البلاء در روحانی خزائن ۱۸ص: ۲۳۵﴾ وغیرہ وغیرہ۔

ان واقعات کو غور سے پڑھو عقل سے سمجھو اور سوچو کہ کیا ایسی حالت میں مرزا در حقیقت خدا کا رسول ہو سکتا ہے اور بتلاؤ کہ کیا مرزائیوں کا یہ اصول کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ ماننا مشرکانہ عقیدہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا انکار ہے، خدا کو جاہل اور اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند کرنے والا بتانا، اور تمام مسلمانوں کو اول سے لے کر آخر تک کافر و مشرک بتانا نہیں ہے، اور ان نتائج کو تسلیم کرنے کے بعد جو اس اصول کا لازمی نتیجہ ہیں کوئی شخص اسلام کو حق اور سچا مذہب ثابت کرنے کی جرأت کر سکتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا کر سکے۔

یہ صرف ایک اصول ہے جس پر میں نے اختصار کے ساتھ بحث کی ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جن سے مرزائی یوں بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان۔

مسلمانو! جاہلوں کو فریب دے لینا اور بات ہے اور جاننے والوں کے سامنے آنا اور بات ہے اگر مرزائی در حقیقت اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں تو وہ جاننے والوں سے کیوں بھاگتے ہیں اور ان کے مقابلہ پر کیوں نہیں آتے؟ اس جگہ ہم یہ بتلا دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ محمد علی نے اپنے تحریری بیان مین جو اس نے نواب صاحب ممدوح کے سوالات کے جواب میں لکھا تھا صاف اقرار کیا ہے کہ حیات مسیح کے متعلق عیسائیوں کے اعتراضوں کا دلائل کے رنگ میں مسلمانوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر در حقیقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی عیسیٰ کے نزول کی پیشین گوئی کی ہے اور وہ ابھی تک نہیں مرے تو نعوذ باللہ رسول بھی جھوٹے اور خدا بھی جھوٹا اور عیسائی سچے۔ سو کیا یہ کفر نہیں؟

مصنف کے تین دعوے:

اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ حیات مسیح کا عقیدہ نہ اسلام کے لئے مضر ہے اور نہ عیسائیوں کیلئے مفید اور نہ مرزائیوں کا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ مر گئے، عیسائیوں کے لئے مضر ہے۔ اس میں ہم نے تین دعوے کئے ہیں اس لئے ہم ہر ہر دعویٰ کا الگ ثبوت پیش کرتے ہیں۔

حیات عیسیٰ کا عقیدہ اسلام کے لئے مضر نہ ہونے کا ثبوت:

ثبوت اس امر کا کہ یہ عقیدہ اسلام کے لئے مضر نہیں، یہ ہے کہ مسلمان اعتقاد رکھتے

ہیں کہ عیسیٰؑ خدا کی مخلوق ہیں، مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے، جب تک دنیا میں رہے برابر کھاتے پیتے رہے، پاخانہ، پیشاب کرتے رہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں ان کی احتیاج و افتقار پر دلالت کرتی ہیں جب وہ آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت بھی وہ خدا کے محتاج ہیں اگر وہ کھاتے پیتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ذریعہ سے ان کے جسم میں اہل جنت کی سی خاصیت پیدا کردی ہے کہ جو کچھ وہ کھاتے ہیں وہ جزو بدن ہوجاتا ہے اور ان کو پاخانہ پیشاب کی ضرورت نہیں ہوتی تو یہ بھی ممکن ہے اور اگر خدا نے ان کے جسم میں عارضی طور ملکیت کی شان پیدا کردی ہے کہ ان کے لئے کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہی تو یہ بھی ممکن ہے لیکن مخبر صادق نے اس کے متعلق ہمیں کوئی خبر نہیں دی، اس لئے ہم کوئی خاص امر متعین نہیں کرتے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان کی جو حالت بھی ہو وہ ہر حالت میں خدا کے بندے، خدا کے محتاج، خدا کی مخلوق ہیں اور ان کی ہر حالت خدا کی مخلوق ہے اور جس وقت وہ آسمان پر سے تشریف لائیں گے اس وقت بھی وہ دوبارہ کھائیں گے، پئیں گے، پاخانہ پیشاب کریں گے، شادی بیاہ کریں گے، اولاد ہوگی، اس کے بعد مریں گے اور زمین میں دفن ہوں گے۔

﴿مشکوۃ باب نزول عیسیٰ فصل ثالث، ص: ۴۸۰ تفسیر ابن جریر ۳/ ۱۰۸، درمنثور ۲/ ۳﴾

اب کوئی ہم کو بتلائے کہ جتنی باتیں اس عقیدہ میں ہیں ان میں کون سی بات ایسی ہے جس سے مسیح کی خدائی ثابت ہوتی ہے؟ اگر حضرت عیسیٰ محض طویل عمر کی وجہ سے خدا ہوجائیں گے تو آسمان وزمین، سورج، ستاروں اور جناب کو بالاولیٰ خدا ہونا چاہئے۔ اور اگر ایک عرصہ تک کھانا نہ کھانے سے کوئی مخلوق خدا ہوسکتی ہے، تو فرشتے اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ وہ خدا ہوں کیونکہ وہ کھانے پینے سے پاک ہیں۔ اور طویل العمر بھی ہیں۔ الغرض مسلمانوں کے اس عقیدہ سے کسی طرح الوہیت مسیح ثابت نہیں ہوتی کیونکہ الوہیت[1] کا مبنیٰ

---

[1] حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جہاں کہیں معبودان باطلہ کی معبودیت والوہیت کو باطل کیا ہے وہ اسی اصول پر کیا ہے کہ ان کا عجز وافتقار ثابت کیا ہے اور خود حق تعالیٰ نے بھی کئی جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے عقیدہ کو صراحت کے ساتھ باطل کیا ہے مگر کہیں بھی مسیح کی موت سے استدلال نہیں چنانچہ ایک جگہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح بن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعاً وللہ ملک السموات =

استغناء ہے اور عبدیت کا مبنی عجز و احتیاج۔ اور مسلمان حضرت عیسیٰ کو ہر حالت میں عاجز اور خدا کا محتاج مانتے ہیں تو الوہیت کے پھر کوئی معنی نہیں۔

حیات عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مفید نہ ہونے کا ثبوت:

اسی سے ہمارا دوسرا دعویٰ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کیلئے مفید نہیں کیونکہ جب اس عقیدہ میں ہر طرح حضرت عیسیٰ کو عبد تسلیم کیا گیا ہے تو عیسائیوں کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

= والارض وما بینهما یخلق ما یشاء. والله علی کل شیء قدیر (سورہ مائدہ پ ۶، آیت ۱۷) اس آیت میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کو باطل کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تم لوگ مسیح کو خدا کہتے ہو مگر یہ تو بتاؤ کہ اگر حق تعالیٰ مسیح کو اور اس کی ماں کو اور تمام اہل زمین کو ہلاک کرنا چاہے تو ان کو ہلاکت سے کون بچا سکتا ہے جب کوئی نہیں بچا سکتا، کیا ایسی عاجز ہستی جو نہ خود اپنے سے ضرر کو دفع کر سکتی ہے اور نہ کوئی اس سے اس ضرر کو دفع کر سکتا ہے کس طرح خدا بن جائے گی۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مسیح مر گیا اس لئے وہ خدا نہیں ہو سکتا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر ہم اسے فنا کرنا چاہیں تو کوئی بچا نہیں سکتا۔

اب سوچو کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کی الوہیت کا بطلان صرف ان کی موت کے ثابت ہو جانے پر موقوف ہے کیا وہ حق تعالیٰ کے اس استدلال کو غلط نہیں بتلاتے، جس میں ان کی موت سے استدلال نہیں بلکہ اپنی قدرت علی الاہلاک سے استدلال ہے اور لیجئے دوسری جگہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں ''لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ثالث ثلثة ﴿سورۂ مائدہ پ ۶ آیت ۷۳﴾ اور اس عقیدہ کفریہ کو یوں باطل فرماتے ہیں ''ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقه کانا یاکلان الطعام'' (سورۂ مائدہ آیت ۷۵) اس کے بعد فرماتے ہیں ''قل اتعبدون من دون الله ما لا یملک لکم ضرا و لا نفعاً'' ﴿سورۂ مائدہ پ ۶، آیت ۷۶﴾ ان آیات میں عقیدہ تثلیث کا ابطال ہے، مگر ایک میں بھی یہ بیان نہیں کیا گیا کہ مسیح مر گئے۔ اس لئے وہ خدا نہیں ہو سکتے، بلکہ ایک دلیل یہ ہے کہ مسیح صرف خدا کے رسول ہی تو ہیں اگر رسالت الوہیت کو مقتضی ہے تو ان سے پہلے اور رسول بھی ہو چکے ہیں جن کی الوہیت کو تم تسلیم نہیں کرتے تو مسیح خدا کیسے ہو جائیں گے۔

اور دوسرے یہ کہ وہ کھانا کھاتے تھے اور خدا کھانا نہیں کھاتا، تو پھر وہ خدا کیسے ہو جائیں گے اور تیسری یہ کہ وہ کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے، اور خدا نفع نقصان پہنچا سکتا ہے، تو پھر وہ خدا کیسے ہو جائیں گے۔ =

وفات عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مضر نہ ہونے کا ثبوت:

رہا تیسرا دعویٰ کہ مرزائیوں کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مضر نہیں سو اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا عیسائیوں کے جواب میں یہ کہے گا کہ حضرت عیسیٰ مر گئے، وہ جواب دیں گے کہ ہاں مر گئے مگر ہمارے نزدیک مر جانا الوہیت کے منافی نہیں کیونکہ ہم خود قائل ہیں کہ عیسیٰ کو یہودیوں نے سولی دی، اور وہ سولی پر مرے، گو ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ زندہ ہو گئے۔ مگر جس وقت تک وہ زندہ نہیں ہوئے اس وقت بھی ہم ان کو معبود مانتے تھے تو تمہارے عیسیٰ کی موت ثابت کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ وہ تو ہم کو خود بھی مسلم ہے اگر ہم موت کا انکار کرتے تو ہم کو اس زحمت کی ضرورت تھی اور جب ہم انکار ہی نہیں کرتے تو آپ نے برائے شگون اپنی ناک کیوں کٹائی اور قرآن میں خواہ مخواہ تحریف کر کے اپنا دین کیوں برباد کیا، تو مرزا کیا جواب دے گا۔

اب تم سوچو کہ یہ کیا بات ہے کہ خدا تعالیٰ نصاریٰ کے مقابلے میں موت مسیح کا نام تک نہیں لیتے، جو ان کے زعم باطل میں بطلان تثلیث کی تنہا دلیل ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یا تو مسیح مرے نہیں یا ان کی الوہیت کا بطلان ان کی موت پر موقوف نہیں، ورنہ کون سی وجہ ہے کہ جو دلیل ان کے زعم میں عیسائیت کے ستون کو توڑنے والی ہے اس سے اعراض کر کے ایسے دلائل بیان کئے جاتے جو مرزائیوں کے زعم میں دلائل ہی نہیں کیونکہ ان کے خیال باطل میں صرف موت مسیح ہی تثلیث کو باطل کرنے والی ہے اور کسی دلیل سے تثلیث کا ابطال ناممکن ہے۔

اگر مرزائی کہیں کہ ہمارے نزدیک صرف موت دلیل نہیں بلکہ اور بھی دلائل ہیں تو یہ ان کا جھوٹ ہوگا کیونکہ پھر ان کا یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کہ مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کے اعتراضات کا کوئی جواب نہیں اور حیات مسیح کے عقیدہ سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت ثابت ہوتی ہے اور یہ عقیدہ عیسائیوں کو قوت پہنچانے والا ہے اور اسلام کو ضرر پہنچانے والا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

الحاصل دو باتوں میں سے ایک بات کا تسلیم کرنا مرزائیوں پر لازم ہے یا تو وہ اس بات کو تسلیم کریں کہ الوہیت مسیح کے بطلان کی دلیل صرف ثبوت موت مسیح پر منحصر نہیں یا وہ اس بات کو مانیں کہ الوہیت مسیح کی دلیل صرف ثبوت موت میں منحصر ہے اور اس کے سوا اس کے بطلان کی اور کوئی دلیل نہیں۔ پہلی صورت میں انھوں نے اپنے ان دعاوی کا جھوٹا ہونا تسلیم کر لیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ حیات مسیح شرک ہے۔ مسیح کو خدا بتانے والا ہے۔ اس سے اسلام کو ضرر پہنچتا ہے اس سے عیسائیوں کو فائدہ پہنچتا ہے، مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب نہیں ہے صرف موت مسیح کے عقیدہ سے عیسائیت کا ستون ٹوٹتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ =

الحاصل اگر صرف موت عیسیٰ کا ثابت کر دینا عیسائیوں کے مذہب کو باطل کرتا ہے تو اس کے عیسائی خود بھی قائل ہیں اور مرزا بھی قائل ہے، اور مسلمان بھی قائل ہیں۔ کیونکہ وہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اگر دس ہزار برس بھی زندہ رہیں تب بھی مریں گے۔ لہٰذا مذہب نصاریٰ بالاتفاق باطل ٹھہرا اور اگر صرف موت کا ثابت کر دینا ان کے مذہب کے ابطال کے لئے کافی نہیں تو پھر مرزا کی سعی لاحاصل ہے اور اس کا ایک اسلامی عقیدہ کا انکار اور قرآن و حدیث میں تحریف محض بے نتیجہ۔

مرزا سے سوال:

اب ہم مرزا سے پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی عیسائی اس زمانے میں جس میں مرزا بھی ان کی حیات کو تسلیم کرتا ہے دعویٰ کرتا، کہ عیسیٰ خدا ہیں تو اس وقت مرزا ان کی الوہیت کو کس دلیل سے باطل کرتا کیا وہ اس وقت کہتا کہ ابھی تو ہمارے پاس ان کی الوہیت کے ابطال کی کوئی دلیل نہیں ذرا انھیں مرنے دو اس وقت ہم ان کی الوہیت کو باطل کریں گے یا مرزا اس وقت بھی ان کی الوہیت کو باطل کر سکتا تھا۔

پہلی شق کا مقتضا یہ ہے کہ الوہیت مخلوق کا بطلان صرف موت پر مبنی ہے جب تک وہ مرے نہیں اس وقت تک اس کا ابطال ناممکن ہے۔ اس کو تو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرتا ورنہ ہر شخص کے متعلق اس کے مرنے سے پہلے اس کی الوہیت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور دوسری صورت میں جن دلائل سے مرزا حضرت عیسیٰ کی حیات میں ان کی الوہیت کو باطل کرتا، انھیں دلائل سے مسلمان حضرت عیسیٰ کی الوہیت کو اب بھی باطل کر سکتے ہیں تو مرزا کا خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کی موت پر زور دینا اور مسئلہ حیات کو مثبت الوہیت بتلانا نہایت نادانی نہیں بلکہ سراسر خود غرضی ہے۔

= اور دوسرے جواب میں ماننا پڑے گا کہ جو دلائل خدا نے بطلان الوہیت مسیح اور بطلان تثلیث پر بیان کئے ہیں جن میں موت مسیح کا ذکر نہیں وہ غلط ہیں اور نعوذ باللہ خدا، عیسائیوں کے مقابلہ میں تثلیث اور الوہیت مسیح کے باطل ثابت کرنے میں ناکامیاب رہا اور خدا کے مناظرہ میں عیسائی جیت گئے۔

مسلمانو! تم نے دیکھ لیا یہ ہے مرزا کی حمایت اسلام، اب کون ہے جو کہے کہ مرزا اسلام کو فائدہ پہنچانے والا، اور عیسائیت کے ستون کو توڑنے والا ہے۔ اس جاہل نے خود اسلام ہی کے ستون کو توڑ دیا۔

اے مسلمانو! کاش تم آنکھیں کھولو، اور مرزا کو اسلام کا بیخ کن سمجھو۔ مصنف۔

اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ مرزا کے انکار حیات مسیح سے کوئی فائدہ اسلام کو نہیں پہنچا اور نہ اس سے عیسائیوں کو کوئی ضرر پہنچا ہاں اس سے اسلام کو کئی طرح سے صدمہ پہنچا۔

اولاً یوں کہ اس نے عیسائیوں کا یہ اعتراض تسلیم کرلیا کہ حیات عیسیٰ مستلزم ہے ان کی الوہیت کو اس لئے اگر اسلام سے ان کی حیات ثابت ہے تو اسلام جھوٹا ہے اور اس کے تسلیم کرنے کے بعد چونکہ وہ حیات عیسیٰ کو اسلام سے تا قیامت باطل نہیں کرسکتا اس لئے اسلام کو عیسائیوں کے سامنے ہر جگہ شکست ہوگی کیونکہ احادیث میں حضرت عیسیٰ کا نزول یقینی طور پر مذکور ہے اور قرآن میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا صریح طور پر کوئی ذکر نہیں مرزا ان کے مقابلہ میں انــــی متــــوفیک پیش کرے گا وہ کہیں گے کہ یہ مجاز[1] ہے اور مراد اس سے وہ غشی ہے جو موت کی صورت میں تمہارے[2] نزدیک ان پر سولی دیئے جانے کے وقت طاری ہوئی تھی۔ چونکہ وہ صورۃً موت تھی اس لئے اس کو موت سے تعبیر کردیا گیا تم خود تسلیم کرتے ہو، کہ قرآن میں جا بجا استعارات ہیں ﴿حقیقۃ الوحی در خزائن ۲۲ص:۶۶﴾ تو ہم کیسے مان لیں کہ یہاں استعارہ نہیں پس قرآن و حدیث دونوں مطابق ہوگئے اور آپ کا دعویٰ کہ قرآن سے موت ثابت ہے باطل ہوا اور حدیث سے حضرت عیسیٰ کا نزول ثابت، تو اسلام سے حیات مسیح ثابت۔ پس مرزا عیسائیوں کے سامنے اسلام کو ذلیل کرکے گھر آئے گا۔

اور ثانیاً یہ کہ اس نے عیسائیوں کے اس اصول کو تسلیم کرلینے سے فرشتوں اور جنوں اور سورج وغیرہ کا خدا ہونا تسلیم کرلیا۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ صرف دو ہزار برس کی عمر پانے سے خدا بن گئے، تو آفتاب ماہتاب، جنات، ملائکہ کی عمریں تو حضرت عیسیٰ سے بہت زیادہ

---

[1] یہ گفتگو صرف مرزا کے اصول پر ہے اور مسلمانوں کے اصول پر دوسرے جوابات ہیں۔ مصنفؒ۔

[2] عسل مصفی، میں مرزا خدا بخش نے لکھا ہے کہ:: حضرت عیسیٰ کو ضرور سولی دی گئی لیکن وہ مرے نہیں بلکہ بیہوش ہوگئے تھے اس سے لوگ سمجھ گئے کہ وہ مر گئے اور ان کو ایک قبر میں رکھ کر ایک پتھر اوپر رکھ دیا جب ان کو ہوش آیا تو وہ قبر میں سے زندہ نکل کر اپنے حواریوں میں چند روز چھپے رہے اس کے بعد وہ وہاں سے ہندوستان وغیرہ کی طرف چلے گئے۔

اس میں اس نے حق تعالیٰ کے قول وما صلبوہ کا انکار کیا ہے کیونکہ اس نے جو تاویل کی ہے وہ صحیح نہیں تفصیل کسی دوسری جگہ کی جائے گی۔ مصنفؒ

ہیں۔ پھر وہ کیوں نہ خدا ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت تو اس نے کہہ دیا کہ وہ مر گئے ۔ مگر ان جلیل القدر ہستیوں کو کیسے مٹا دے گا اس لئے اسے ماننا پڑے گا کہ یہ ضرور خدا ہیں اور اسلام کو یہاں بھی شکست ہوگی۔

اور ثالثاً اس نے حیات مسیح کے عقیدہ کو مشرکانہ اور کفریہ بتا کر پہلے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر اور خدا کو جاہل یا شرک وکفر کا پسند کرنے والا بتایا۔

یہ نتائج تھے اس کے صرف ایک اصول کے اب غور کیجئے ایسا شخص جو اس قدر اسلام کو نقصان پہنچائے مجدد، مسیح، مہدی اور نبی کیسے ہو سکتا ہے؟

پس چونکہ آج کل مرزا پرست لوگ مسلمانوں کو فریب دینے اور ان کو اسلام سے مرتد کرنے میں نہایت زور شور سے کوشش کر رہے ہیں اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے فریب سے واقف کر کے ان کے ایمان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اب اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا خود مسلمانوں کے اختیار میں ہے۔ وما توفیقی الا باللّٰہ وھو حسبی و نعم الوکیل۔

چونکہ لاہوری پارٹی مرزا کے اصلی دعویٰ کو چھپاتی ہے اور اس کی صورت بدل کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرتی ہے اس لئے ہم اول ان کے اس فریب کا مسلمانوں پر کھول دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

لاہوری پارٹی جس کے رکن اعظم محمد علی ایم، اے، ایل، ایل، بی، اور خواجہ کمال الدین ہیں، مسلمانوں سے کہتی ہے کہ مرزا نے دعویٰ نبوت نہیں کیا بلکہ اس نے صرف چودھویں صدی کا مجدد ہونے کا دعویٰ کیا لیکن ہم اس فریب کی ایسی قلعی کھولتے ہیں کہ اس کے بعد انشاء اللہ کسی منصف مزاج اور فہیم شخص کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں اصلاً تأمل نہ ہوگا۔

اصل بحث کے پڑھنے سے پہلے یہ امر سمجھ لینا چاہئے کہ مرزا نے مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے اپنی چند اصطلاحیں مقرر کر رکھی تھیں اور وہ ان اصطلاحوں سے اپنی تحریروں اور تقریروں میں کام لے کر لوگوں کو فریب دیتا تھا سو پہلے ان اصطلاحات کو سمجھ لینا چاہئے۔

دوقسم کے انبیاء:

تفصیل اس کی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر انبیاء ہوئے وہ دوقسم کے تھے۔

قسم اول:

ایک صاحب شریعت جدیدہ، جوکسی دوسرے نبی کے ماتحت نہ ہوتے تھے۔ جیسے حضرت موسی علیہ السلام وغیرہ۔

قسم دوم:

اور دوسرے وہ جو صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوتے تھے بلکہ دوسرے نبی کے ماتحت ہوتے تھے جیسے حضرت یوشعؑ وہارونؑ۔

دونوں نبوتیں ختم:

شریعت میں ان دونوں قسم کے نبیوں کو حقیقی نبی مانا گیا ہے اور شریعت نے ان سب پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کو نہ مانے وہ سب کا منکر قرار دیا جاتا ہے اور اس کو کافر حقیقی تسلیم کیا جاتا ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ جب قرآن وحدیث میں صاف طور پر ختم نبوت کا اعلان کردیا گیا تو تمام مسلمانوں نے جان لیا کہ اب دونوں نبوتیں ختم ہوگئیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کسی کو نبوت مستقلہ مل سکتی ہے نہ غیر مستقلہ۔

مرزا کی اصطلاحات:

اب جب کہ مرزا کو نبی بننے کا شوق ہوا تو اس نے یہ ہوشیاری کی کہ خاتم النبیین میں تحریف معنوی کی اور کہا کہ اس میں صرف ختم نبوت مستقلہ کا اعلان ہے نہ کہ ختم نبوت غیر مستقلہ کا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں غیر تشریعی نبوت کا سلسلہ بعینہ اسی طرح باقی رکھا جس طرح حضرت موسیٰ کی امت میں تھا۔ مگر اس میں اس نے اتنا فرق

کر دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ کے نبیوں کا نام تو انبیاء ہی رکھا کیونکہ قرآن و حدیث میں ان کا نام انبیاء ہے اور سلسلہ محمدیہ کے نبیوں کے نام بدل دیئے اور ان کا نام محدث بالقوہ، مجدد، امام الزماں، ظلی نبی، بروزی نبی، مجازی نبی، نبی ناقص، جزوی نبی، امتی نبی، اولیاء، علماء، وغیرہ رکھا اور جو نبی صاحب شریعت جدیدہ اور پہلی شریعت کے ناسخ ہیں ان کا نام صرف نبی، نبی تام، نبی کامل، حقیقی نبی تجویز کیا، پس جس وقت وہ نبوت کا دعویٰ کرتا تو کہتا کہ میں محدث ہوں، ظلی نبی ہوں وغیرہ وغیرہ اور جب اس پر اعتراض ہوتا کہ مرزا نبوت کا مدعی ہے تو کہہ دیتا نبوت کا مدعی نہیں بلکہ محدثیت کا مدعی ہوں اور یہ دعوی خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہوتا کہ میں نبوت مستقلہ ناسخہ شریعت محمدیہ کا مدعی نہیں۔ بلکہ نبوت غیر مستقلہ کا مدعی ہوں مسلمان بیچارے ان فریبوں کو کیسے سمجھتے آخر دھوکے میں آجاتے تھے۔ یہ تو مرزا کی اصطلاحیں تھیں۔

کفر کے دو معنی ہیں:

اب لاہوری پارٹی کی اصطلاح سمجھئے! اس پارٹی نے کفر کے دو معنی[1] قرار دیئے ہیں ایک کفر اصلی، اور ایک کفر فرعی، کفر اصلی کے معنی تو رکھے ہیں، سرے سے اسلام کا انکار اور کفر فرعی کے معنی ہیں اسلام کے بعض احکام کا انکار۔ جیسے کوئی نماز کی فرضیت کا منکر ہو روزہ کی فرضیت کا منکر ہو، مرزا کی ماموارت کا منکر ہو وغیرہ وغیرہ۔

لاہوری پارٹی کی چالبازی:

چنانچہ جب کسی مسلمان کو فریب دینا ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کافر و کاذب جانتے ہیں۔ اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ مرزا محمود کی جماعت کو مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر، جو کہ مرزا کو مدعی نبوت حقیقیہ تسلیم کرتی ہے

---

[1] ان دو قسموں کی بیچارہ ابن الاثیر کی طرف نسبت کیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس افتراء سے بالکل بری ہے۔ یہ جاہل نہ علماء کے کلام کو سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں جس کی طرف جو چاہتے ہیں نسبت کر دیتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مصنفؒ۔

تو کہتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے [۱]

ان چالاکیوں سے یہ مسلمانوں کو مرتد کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات کے بعد اب ہم اصلی بحث شروع کرتے ہیں۔

---

[۱] گویا یہ لوگ مرزائے قادیان کی طرح اپنی عیارانہ چالوں سے امت مسلمہ اور جماعت مرزائیہ دونوں میں محبوب بننے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں بقول کسے

معشوق ما بمذہب ہر کس برابر است

باما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

ورنہ لاہوری جماعت پر لازم ہے کہ وہ قادیانی جماعت کو کافر کہے اسی طرح قادیانیوں پر لازم ہے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں، لیکن دونوں میں سے کوئی کسی کی تکفیر نہیں کرتا معلوم ہوا کہ ان کا اختلاف حقیقی نہیں بلکہ فرضی ہے''۔ محمد راشد

مرزا کا دعویٔ نبوت

اس بحث میں ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ مرزا نے دعوی نبوت کیا یا نہیں سو جہاں تک ہماری تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ مرزا نے ضرور دعوی نبوت کیا اور محمد علی، ایم، اے اور اس کی پارٹی جو باتیں مرزا کی صفائی میں پیش کرتے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ جس کے وجوہ حسب ذیل ہیں۔

پہلی دلیل:

مرزا نے اپنی کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں لکھا ہے کہ:

''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں''۔

﴿روحانی خزائن ۲۲ص:۴۰۷﴾

فرمان باری تعالیٰ اور قول رسول میں کسی کو مجازی نبی کہنے کی کوئی نظیر نہیں ہے:

یہ عبارت صاف صاف اور بلا کسی تاویل اور توجیہ کے بتلا رہی ہے کہ آخر وقت میں مرزا نے جس نبوت کا دعوی کیا وہ، وہ نبوت نہیں ہے جس کو محی الدین ابن عربی کی اصطلاح میں نبوت مطلقہ کہتے ہیں یعنی ولایت، کیونکہ وہ بالاتفاق مرزا کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ وہ تمام اولیاء وابدال واقطاب کے لئے ثابت ہے بلکہ وہ وہ نبوت ہے جو اس امت میں مرزا کے ساتھ مخصوص ہے۔ نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا نے اصطلاح صوفیہ کی بنا پر اپنے کو نبی نہیں کہا بلکہ یہ خطاب اس کو حق تعالیٰ نے دیا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کا کسی کو نبی کہنا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ اس میں حقیقت نبوت نہ پائی جائے ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا

جیسا سلطنتیں اپنی رعایا کو جھوٹے خطاب دیا کرتی ہیں۔ جیسے ملک الشعراء، اور خان خانان، اور خان جہاں وغیرہ وغیرہ۔ اور حق تعالیٰ جھوٹے خطابوں سے منزہ ہے اس لئے جب خدا نے مرزا کو نبی کہا تو ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ نبی تھا اور حقیقۃً نبی تھا۔ ورنہ اس کی کوئی نظیر دکھلائی جائے کہ خدا نے آج تک کسی کو نبی کہا ہو اور مسلمانوں نے اس کو حقیقۃً نبی نہ مانا ہو یا خدا نے یا رسول نے کہا ہو کہ فلاں شخص کو نبی مجازاً کہا گیا ہے اور حقیقۃً وہ نبی نہیں ہے۔ اس لئے اس کو حقیقت شرعیہ پر محمول کرنا ضروری ہے اور لغوی معنی پر یا مجازی معنی پر محمول کرنا صحیح نہیں کیونکہ نہ نبوت بمعنی لغوی و مجازی مرزا کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ خدا نے کسی کو آج تک نبی بالمعنی اللغوی یا مجازی کہا ہے۔ یہ اشکال اتنا قوی تھا کہ اس کا کوئی جواب اور کوئی تاویل مرزائیوں سے نہ بن پڑی، اس لئے مجبور ہو کر کتاب ''ملفوظات اولیاء امت'' ص: ۳۹ میں مدثر شاہ پشاوری نے اس کا یہ جواب دیا ہے:

صوفیہ کی شطحیات سے مغالطہ دہی:

''اولیاء اللہ کے حالات میں ایک اور بات عموماً دیکھنے میں آتی ہے کہ ایک وقت وہ اپنے مقام کو دوسرے سب اولیاء سے بلند دیکھتے ہیں، اور علی الاعلان نہایت پرزور الفاظ سے کہہ دیتے ہیں کہ جس مقام پر میں پہنچا ہوں پہلے کوئی نبی نہیں پہنچا۔ اور جس نام یا خطاب سے مجھے پکارا گیا ہے پہلے کسی کو نہیں پکارا گیا۔ لیکن دوسرے وقت ان کے الفاظ میں ایک اور رنگ نظر آتا ہے''۔

اس کے بعد اس نے لشتم پشتم اولیاء اللہ کے کچھ ملفوظات نقل کئے ہیں۔ اور ان کے بعد کہا ہے:

''یہی کیفیت حضرت مجدد صد چہار دہم یعنی مرزا صاحب کی تحریرات میں نظر آتی ہے''۔

مغالطہ کا جواب:

اور اسکے بعد اس نے حقیقۃ الوحی کی مذکورہ بالا عبارت کو نقل کیا ہے لیکن یہ جواب نہایت

لچر اور پوچ ہے۔ اولاً اس لئے کہ اولیاء اللہ کے جن ملفوظات کو اس نے نقل کیا ہے ان میں بہت سے تو ثبوت طلب ہیں کیونکہ روایات میں جھوٹ اور سچ سب کچھ ہوتا ہے پس جب تک کسی معتبر ذریعہ سے اس کا ثبوت نہ ہو جائے کہ وہ ملفوظات انہیں بزرگوں کے ہیں اور درحقیقت وہ بزرگ بھی تھے اس وقت تک ان کو ثبوت میں پیش کرنا دھوکا دینا ہے۔ کیا آپ اس کا اقرار نہیں کرتے کہ مخالفوں اور موافقوں نے مرزا کی طرف غلط دعویٰ منسوب کر دیئے ہیں؟ تو اگر اسی طرح ان بزرگوں کی طرف ایسے دعویٰ غلط طور پر منسوب کر دیئے گئے ہوں تو قابل تعجب نہیں اس لئے ثبوت کی ضرورت ہے۔ اور جو ثابت ہیں ان سے اس کا کوئی مدعیٰ ثابت نہیں ہوتا۔

اور ثانیاً اس لئے کہ برتقدیر ثبوت دعاوی مذکورہ، مرزا کو ان پر قیاس کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ دعاوی ان سے یا تو کشف کی غلطی سے یا الہام کی غلطی سے یا سکر کی حالت میں صادر ہوئے ہیں[۱] اور مرزا کے نہ کشف میں غلطی ہو سکتی ہے نہ الہام میں کیونکہ اس کی وحی قطعی ہے اور

---

[۱] مرزا کی کفریہ باتوں کو بزرگان دین کے ملفوظات پر قیاس کرنا عذر گناہ، بدتر از گناہ کے قبیل سے ہے مرزائی لاکھ ہاتھ پیر ماریں مگر مرزا کو دریائے کفر میں ڈوبنے سے نہیں بچا سکتے کیونکہ اولیاء اللہ سے جو اقوال صادر ہوئے ہیں وہ مرزا کے اقوال سے بہت مختلف ہیں۔ مرزا کے الفاظ اور بزرگان دین کے الفاظ میں بین فرق حسب ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱- صوفیاء کے یہاں شطحیات کا ایک باب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صوفیاء کے اوپر مخصوص قسم کے حالات طاری ہوتے ہیں اور ان حالات میں چند ایسے کلمات ان کی زبان پر آ جاتے ہیں جو ہمارے ظاہری قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے اس سلسلہ میں صوفیاء نے صراحت کی ہے کہ (۱) کوئی شخص ان پر عمل پیرا نہ ہو (۲) نیز ان کی جانب سے یہ بھی صراحت ہے کہ جس شخص پر یہ احوال نہ گذرے ہوں وہ صوفیاء کی کتاب کا مطالعہ بھی نہ کرے جب کہ کفریہ عبارتوں پر مشتمل مرزا کی کتب آج تک (یعنی سو سال سے) شائع کی جا رہی ہیں اور انہیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے کی نہ صرف یہ کہ ترغیب بلکہ متبعین کو ناجی اور منکرین کو کافر و جہنمی بتلایا جا رہا ہے (۳) صوفیاء کی یہ بھی تصریح ہے کہ کشف کے ذریعہ مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا صرف اسرار معارف، مکاشف اس کا دائرہ ہیں جب کہ مرزا اپنے کشف سے فرض و وجوب تک کا درجہ ثابت کرتا ہے۔

۲- صوفیاء میں سے کوئی بھی دین اسلام میں کسی کمی بیشی کا قائل نہیں جب کہ مرزا کی زیادتی کا نہ صرف یہ کہ قائل بلکہ ایسی کمی و زیادتی کا مرتکب ہے کہ یہود بھی اس کے سامنے گرد ہو گئے ہیں۔

۳- جو دین میں کمی و زیادتی کا قائل ہو، صوفیاء اسے کافر کہتے ہیں جب کہ مرزا اسے عین اسلام بلکہ =

نہ مرزا سکران تھا دوسرے اہل اللہ سے اس قسم کے شطحیات اس وقت صادر ہوتے ہیں جب کہ وہ ناقص ہوتے ہیں اور مرتبۂ کمال کو پہنچے ہوئے نہیں ہوتے۔ اور مرزا کا یہ دعویٰ انتہائی عروج کے وقت کا ہے اس لئے اس کو ناقصین پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ تیسرے اس قسم کے شطحیات غیر ذمہ دار لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ اور جن کے اقوال وافعال سے مخلوق کی ہدایت وابستہ ہوتی ہے ان سے ایسے افعال واقوال صادر نہیں ہوتے چنانچہ انبیاء کی شان تو بہت ارفع ہے، صحابہ اور تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے بھی اس قسم کے شطحیات منقول نہیں پس جس شخص پر دنیا بھر کی ہدایت کا بار ہو اور جس کو حکم عدل کہا جاتا ہو اور جس کے اقوال وافعال دنیا بھر پر حجت ہوں اس سے اس قسم کے غلط دعاوی کیونکر صادر ہو سکتے ہیں اور محض صدور ہی نہیں بلکہ چھاپ کر ان کی دنیا میں اشاعت بھی کر دی جائے اور مرتے دم تک اس کی اصلاح بھی نہ کی جائے۔ ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کا یہ بیان غلطی پر مبنی نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر یہ تاویل خود مرزا کے سامنے پیش ہوتی تو وہ نہایت تکبر سے اسے ٹھکرا دیتا، اور کہتا تم میرے کیسے نادان دوست ہو کہ میری تمام محنت رائگاں کرتے ہو، مجھے ہرگز غلطی نہیں لگی اور نہ میں سکران ہوں۔ بلکہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ وحی سے کہا۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

﴿آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ۵/۳۵۲﴾

= ۳- جو دین میں کمی و زیادتی کا قائل ہو صوفیاء اسے کافر کہتے ہیں جب کہ مرزا اسے عین اسلام بلکہ اصلی اسلام کہتا ہے۔

۴- صوفیاء غلطی پر باقی نہ رہنے کے مدعی نہیں ہیں جب کہ مرزا غلطی پر باقی نہ رہنے کا مدعی ہے۔

۵- صوفیاء مدعی نبوت کو کافر گردانتے ہیں جب کہ مرزا افضل الانبیاء ہونے کا مدعی ہے یہی وجہ ہے کہ نبوت کی خصوصیات اپنے لیے ثابت کرتا ہے۔

ان تصریحات کے بعد مرزائیوں کو قطعاً حق نہیں ہے کہ وہ اپنے پادری کی کفریہ باتوں میں تاویل کر کے انہیں کلمات حقہ ثابت کرنے اور بزرگان دین کی شخصیات کو آڑ بنانے کی سعی لا حاصل کریں۔

مزید معلومات کے لئے: ''الیواقیت والجواہر ص: ۱۷۹، بیانات علماء ربانی ص: ۱۰۱ تا ۱۴۲، اور مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ۱۹۳۵ء جلد اول کا مطالعہ فرمائیں'' ۔ محمد راشد

ہمارا مدعیٰ ثابت:

پس جس مدعیٰ کو ہم ثابت کرنا چاہتے تھے وہ ثابت ہو گیا یعنی یہ کہ مرزا مدعی نبوت حقیقیہ ہے اب اس جگہ ایک بحث اور ہے وہ یہ کہ جب مرزا کو یہ بتلایا گیا کہ تو ہی خطاب نبی کا مستحق ہے اور کوئی نہیں تو اس کا کیا مطلب ہے؟ آیا اس وقت کوئی نبوت جدیدہ مرزا کو عطا ہوئی ہے جو پہلے سے حاصل نہ تھی اور وہ مخصوص ہے مرزا کے ساتھ یا پہلے الہامات کی تشریح کی گئی ہے جن کا مطلب مرزا غلط سمجھتا رہا اور یہی سمجھتا رہا کہ جو نبوت مجھے عطا کی گئی ہے وہ میرے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام مجددین کے لئے حاصل ہے۔

پہلی دلیل:

اگر پہلی صورت ہے تو اس کا حاصل محمد علی وغیرہ کے مسلک پر یہ ہوگا کہ پہلے مرزا مجازاً نبی تھا اور یہ نبوت اس کے ساتھ مخصوص نہ تھی اور اب وہ حقیقۃً نبی بنادیا گیا اور یہ نبوت اس کے ساتھ مخصوص ہے اور ہماری تحقیق پر اس کا حاصل یہ ہوگا کہ پہلے مرزا کو نبوت حقیقیہ غیر مستقلہ حاصل تھی اور اس میں تمام محدثین ومجددین اس کے ساتھ شریک تھے اور اس وقت اس کو نبی صاحب شریعت جدیدہ بنادیا گیا اور یہ اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ بہرحال دعوی نبوت حقیقیہ ثابت ہے۔ اور اگر دوسری صورت ہے یعنی یہ تشریح ہے الہامات سابقہ کی اور ازالہ ہے اس غلط فہمی کا جس میں مرزا برسوں سے مبتلا چلا آرہا ہے یعنی مجھے جو نبوت عطا ہوئی ہے وہ میرے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی اس میں شریک ہیں تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرزا اپنے دعویٰ کے سمجھنے میں غلطی کرسکتا تھا بلکہ کرتا تھا اور ایک مرتبہ نہیں بلکہ برسوں اس کو اپنے دعویٰ کی حقیقت نہ معلوم ہوئی۔ اور نہ خدا ہی نے اس غلطی کو دور کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرزا کے تمام دعاوی ناقابل اعتبار ہوجاویں گے۔ اور کوئی دعویٰ قابل قبول نہ رہے گا۔ اور اس لئے ساری بنی بنائی عمارت ہی منہدم ہوجاوے گی۔ اسی خطرہ کو محسوس کرکے محمد علی نے عالی جناب نواب لیاقت حسین خان صاحب رئیس منڈھو کے سوال کے جواب میں لکھا کہ:

دعویٰ چونکہ بہت صفائی سے دکھایا جاتا ہے اس لئے اس کے سمجھنے میں غلطی نہیں

ہوسکتی، ہاں بعض پیشین گوئیوں کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔اور جب محمد علی نے یہ تسلیم کرلیا کہ دعویٰ کے سمجھنے میں غلطی نہیں ہوسکتی تو اب لازم ہے کہ مرزا پہلے جس نبوت غیر مخصوصہ کا مدعی تھا اب اس سے بڑھ کر ایک نبوت مختصہ اسے عطا کی گئی اور وہ محمد علی کے اصول پر نبوت حقیقیہ غیر تشریعیہ ہوگی اور ہماری تحقیق پر نبوت تشریعیہ۔اور دونوں صورتوں میں دعوی نبوت ثابت ہوگا یہ دلیل تمام ہوئی۔اب دوسری دلیل سنو:

دوسری دلیل:

مرزا اپنے لئے جملہ خصوصیاتِ نبوت ثابت کرتا ہے اور یہ بھی مرزا تسلیم کرتا ہے کہ لوازم شیٔ کا پایا جانا خود اس شیٔ کے وجود کو مستلزم ہے ﴿شہادت القرآن درخزائن ۶ ص:۳۷۳﴾ اور اسی قاعدہ کی بناء پر مرزا نے شہادت القرآن میں تسلیم کرلیا ہے کہ اگر درحقیقت[1] حضرت عیسیٰ سے مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق مٹی کی مورتوں کے پرندہ بن جانے، اور مردوں کے زندہ ہوجانے، اور مغیبات کے جاننے کے معجزات صادر ہوئے تو ضرور خدا تھے۔اور مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کا کوئی جواب نہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل بھی انشاء اللہ کسی موقع پر کی جائے گی۔ پس مرزا کے لئے ثبوت نبوت اور اس کا مدعی نبوت ہونا لازم ہے اس جگہ ہم ان خصوصیات نبوت کو اجمالاً بیان کردینا مناسب سمجھتے ہیں جن کو مرزا اپنے لئے ثابت کرتا ہے۔

---

[1] مسلمانو! کیا یہ اسلام کی بیخ کنی نہیں ہے؟ کیا اس بات کے تسلیم کر لینے کے بعد دنیا میں کوئی شخص ہے جو عیسائیت کو باطل کر سکے؟ کیونکہ یہ واقعات قرآن میں قطعی طور پر تسلیم کر لئے گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ احی الموتی باذن اللہ ﴿پ۳: سورہ آل عمران آیت ۴۹﴾ قرآن میں منصوص ہے گو زندہ کرنے والا خدا ہی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ اور احیاء کی نسبت ان کی طرف ایسی ہے جیسے کہتے ہیں، کہ طبیب نے بیمار کو اچھا کردیا۔ مگر آخر قرآن میں ان کی طرف نسبت تو ہے اور جب مرزا اس کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ مستلزم ہے حضرت عیسی کی خدائی کو، تو اس نے حقیقۃ تسلیم کرلیا کہ قرآن ان کی خدائی کو تسلیم کرتا ہے، پھر وہ عیسائیوں کو کیا جواب دے سکتا ہے؟ اس بحث کو تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ کسی دوسرے موقعہ پر لکھیں گے۔ مصنف رحمہ اللہ۔

خصوصیات نبوت کا اثبات:

(۱) ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو پالینا جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے ہیں۔

(۲) بعینہ انبیاء کی طرح مامور بالتبلیغ ہونا۔

(۳) بعینہ انبیاء کی طرح بآواز بلند اپنے کو ظاہر کرنا۔

(۴) لوگوں کا اس کے ماننے کے لئے مجبور ہونا۔

(۵) اس کے منکر کا مستحق سزا بلکہ کافر ہونا۔

(۶) نبی کی طرح اس کی وحی کا متلو (یعنی بواسطہ جبرئیل) اور غیر متلو (یعنی بواسطہ روح القدس) ہونا۔

(۷) اس کی وحی کا قطعی ہونا۔

(۸) اس کی وحی کا دخل شیطان سے منزہ ہونا۔

(۹) اس کے لئے حقیقت عصمت حاصل ہونا۔

(۱۰) اس کے لئے حقیقت معجزات حاصل ہونا۔

(۱۱) اس کے لئے حقیقت نبوت حاصل ہونا۔

(۱۲) نبیوں کی طرح اس کے اجتہاد میں غلطی ہونا اور اس کا وحی کی غلطی کہلانا۔

(۱۳) نبی کی طرح اس کی غلطی کو فوراً بذریعہ وحی متلو کے دور کیا جانا۔

(۱۴) اس کو ہر وقت الہام ہونا اور اس کی کسی بات کا بغیر وحی کے نہ ہونا۔

(۱۵) اس کا مصداق ما ینطق عن الھویٰ ہونا۔

(۱۶) اس کو خدا کی طرف سے نبی کا خطاب دیا جانا۔

انصاف کیجئے!

یہ ہیں وہ خصوصیات جن کا مرزا مدعی ہے اور جو کہ توضیح المرام اور آئینہ کمالات وغیرہ میں مصرح ہیں اب تو انصاف سے بتلاؤ کہ اس کے نبی ہونے میں کسی بات کی کمی ہے اور وہ کون سی بات ہے جس کا نبی ہونے کے لئے انتظار ہے۔ کمالات نبوت حاصل ہیں خدمات

نبوت حاصل ہیں، خطاب نبوت حاصل ہے، لوازم نبوت حاصل ہیں پھر وہ کونسی کمی ہے جس کے پورے ہونے سے مرزا نبی بالفعل ہوسکتا ہے؟ اگر کہا جاسکتا ہے تو صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر دوسرے نبی کے اتباع کی قید اٹھ جائے تو وہ نبی بالفعل بن جائے گا۔

خصوصیات نبوت کا اثبات یا دعوئ نبوت دونوں برابر:

بس اس کا حاصل یہ ہوا کہ وہ نبی ضرور ہے مگر صاحب شرع جدید نہیں تو دعوئ نبوت غیر تشریعی ثابت ہوگیا، اس جگہ یہ بھی بتلا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اس کو تسلیم کرتا ہے کہ دعوی نبوت کے لئے صاف طور پر یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں نبی ہوں بلکہ خصوصیات نبوت کو اپنے لئے ثابت کرنا دعوئ نبوت ہی ہے گو زبان سے انکار کرے اور کہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ چنانچہ آئینہ کمالات وغیرہ میں مرزا نے عیسائیوں کا دجال موعود ہونا ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انھوں نے دعوئ نبوت بھی کیا اور دعوی خدائی بھی اور دعوئ نبوت کے ثبوت میں لکھا ہے۔

ثبوت:

''نبوت کا دعویٰ اس طرح کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا جس حکم کو چاہا قائم کردیا اور اپنی طرف سے عقائد بنائے اور عبادت کے طریقے گھڑ لئے اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا اُن باتوں کے لئے وحی الٰہی اُن پر نازل ہوگئی، سو الٰہی کتابوں میں اسقدر بے جا دخل دوسرے رنگ میں نبوت کا دعوی ہے''۔

﴿آئینہ کمالات اسلام در خزائن ۵/۳۴۳ و ۳۴۴﴾

آپ نے دیکھ لیا حالانکہ عیسائی ہرگز نہیں کہتے کہ ہم نبی ہیں، بلکہ وہ اتنا بھی نہیں کہتے جتنا مرزا کہتا ہے۔ لیکن اس پر بھی مرزا ان کو مدعی نبوت قرار دیتا ہے۔ تو اب جب کہ مرزا اپنے اندر جملہ خصوصیات نبوت ثابت کرتا ہے تو مرزا کو کیوں نہ مدعی نبوت کہا جائے؟ بالخصوص جب کہ مرزا کے وہ تصرفات بھی دیکھے جائیں جو اس نے کلام الٰہی و کلام نبوی میں کئے ہیں۔

جن میں اس نے عیسائی تو درکنار، یہودیوں کو بھی مات کر دیا ہے کہ جس بات کو اس کا جی چاہا اور جس میں اس نے اپنا نفع دیکھا اسے قبول کرلیا خواہ وہ ثابت بھی نہ ہو اور جس بات میں نقصان دیکھا اسے رد کر دیا یا مجاز واستعارہ بتا کر اڑادیا۔ اور اپنی غرض کے لئے کلام الٰہی کے وہ معنے کئے جو نہ کسی نے سمجھے نہ کوئی سمجھ سکتا ہے۔ تب تو دعوی نبوت اور بھی پختہ ہو گیا۔

تحریفات مرزا:

مسلمانو! میرے پاس نہ اتنا وقت ہے اور نہ اس مختصر رسالہ میں اتنی گنجائش ہے کہ میں مرزا کی ان تحریفات کا ذخیرہ آپ کے سامنے پیش کرسکوں جو اس نے کلام الٰہی اور کلام رسول میں کی ہیں ہاں نمونہ کے لئے بعض تحریفات پیش کرتا ہوں۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمایئے۔ مرزا نے اپنی کتاب ''شہادت القرآن'' میں قرآن کی شہادتیں اپنے مسیح موعود ہونے پر بیان کی ہیں ان شہادتوں میں سورہ ''اذا زلزلت'' کو بھی پیش کیا ہے اور کہا ہے۔

''اور دوسری آیات جن میں اس آخری زمانہ کی نشانیاں بتلائی گئی ہیں یعنی وہ آیات جن میں اول ارضی تاریکی زور کے ساتھ پھیلنے کی خبر دی گئی ہے پھر آسمانی روشنی کے نازل ہونے کی علامتیں بتلائی گئی ہیں۔ وہ یہ ہیں: اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها، وقال الانسان مالها یومئذ تحدث اخبارها، بان ربک اوحی لها ''یعنی آخری زمانہ اس وقت آئے گا کہ جس وقت زمین ایک ہولناک جنبش کے ساتھ جو اس کی مقدار کے مناسب حال ہے ہلائی جائے گی یعنی اہل الارض میں ایک تغیر عظیم آئے گا اور نفس اور دنیا پرستی کی طرف لوگ جھک جائیں گے اور پھر فرمایا کہ زمین اپنے تمام بوجھ نکال ڈالے گی یعنی زمینی علوم اور زمینی مکر اور زمینی چالاکیاں اور زمینی کمالات جو کچھ انسان کی فطرت میں مودع ہیں سب کی سب ظہور میں آجائیں گی اور نیز زمین جس پر انسان رہتے ہیں اپنے تمام خواص ظاہر کر دے گی اور علم طبعی اور فلاحت کے ذریعہ سے بہت سی خاصیتیں اس کی معلوم ہو جائیں گی اور کانیں نمودار ہوں گی اور کاشتکاری کی کثرت ہو جائے گی غرض زمین زرخیز ہو جائے گی

اور انواع واقسام کی کلیں ایجاد ہوں گی، یہاں تک کہ انسان کہے گا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ نئے نئے علوم اور نئے نئے فنون اور نئی نئی صنعتیں کیونکر ظہور میں آتی جاتی ہیں تب زمین یعنی انسانوں کے دل زبان حال سے اپنے قصے سنائیں گے کہ یہ نئی باتیں جو ظہور میں آرہی ہیں یہ ہماری طرف سے نہیں، یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کی وحی ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ انسان اپنی کوششوں سے اس قدر علوم عجیبہ پیدا کر سکے''۔

(شہادت القرآن درخزائن ۶ ص:۳۱۴ و ۳۱۵)

آپ اس تحریف کو ملاحظہ فرمایئے اور بتلایئے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف ہوگی؟ ہمیں کوئی بتائے کہ آخر یہود و نصاریٰ نے اس سے بڑھ کر خدا کی کتابوں میں کیا تحریف کی ہے شاید کوئی کہے کہ انھوں نے کتابوں میں کمی بیشی کی ہے اور مرزا نے نہیں کی، اس لئے اس کا جواب یہ ہے کہ الفاظ کا گھٹانا بڑھانا مرزا کے امکان سے باہر تھا اور اگر اس پر قادر ہوتا تو اس میں بھی ان سے نمبر لے جاتا صرف تحریف معنوی اس کے امکان میں تھی اس لئے اس نے اسی پر زور صرف کیا اور یہود و نصاریٰ کو گرد کر دیا مرزا سر سید کو خطاب کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''جو تاویلیں قرآن کریم کی نہ خدا تعالیٰ کے علم میں تھیں نہ اس کے رسول کے علم میں نہ اولیاء اور قطبوں اور غوثوں، اور ابدال کے علم میں اور نہ ان پر دلالت النص نہ اشارۃ النص وہ سید صاحب کو سوجھیں''۔

(آئینہ کمالات در روحانی خزائن ۵، ص:۲۲۷ حاشیہ)

اب مرزا سے کوئی پوچھے کہ جناب جو تفسیر حضور فرمارہے ہیں وہ تفسیر کب خدا کو یا رسول کو یا اولیاء کو یا اقطاب کو، یا غوثوں کو، یا ابدال کو سوجھی ہے اور اس پر کون سی دلالت النص یا اشارۃ النص ہے، ذرا فرمایئے تو سہی؟ پھر آپ سر سید کی تاویلات پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں؟

☆☆☆

کجا آپ کی تحریف کجا سر سید کی تحریف؟

مرزا جی! سر سید ضرور مجرم ہے مگر آپ سے کم ہی ہے کیونکہ اس نے جو کچھ کہا اس کے ساتھ ہی بزبان حال یہ بھی کہا کہ یہ میں نے اپنی سمجھ سے کہا ہے میں معصوم نہیں ممکن ہے کہ میری سمجھ غلط ہو۔ اس لئے اگر کوئی ان تفسیروں کو رد کرے تو اسے حق ہے، مگر آپ تو یہ کہتے ہیں کہ میں خود تفسیر نہیں کرتا بلکہ خدا کرتا ہے۔ ''وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی'' ﴿آئینہ کمالات اسلام دررروحانی خزائن ص:۳۵۲﴾ اور جو نہ مانے وہ کافر ہے کیونکہ خدا کے فرمان کا منکر ہے پھر آپ کو سر سید سے کیا نسبت؟ اور کجا آپ کی تحریف کجا سر سید کی تحریف۔

اچھا اس کو چھوڑو اور سنو مرزا کو اس تحریف کے بعد خیال ہوا کہ یہ توریت و انجیل نباشد، یہ قرآن ہے سیکڑوں حافظ موجود ہیں جب مسلمان ان آیات کے بعد ''یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ، ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ'' ﴿اس دن ہو پڑیں گے لوگ طرح طرح پر کہ ان کو دکھائے جائیں ان کے عمل، سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لے گا اسے۔ ترجمہ شیخ الہندؒ﴾ دیکھیں گے اور اسکا ترجمہ یوں دیکھیں گے کہ (اس روز جس روز واقعات مذکورہ بالا ہوں گے، آدمی متفرق طور پر اس لئے چلیں گے کہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں، سو جس نے ذرہ برابر بھی بھلائی کی ہے وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی برائی کی ہے وہ اسے بھی دیکھ لے گا) تو ان پر ساری قلعی کھل جائے گی، اور کہیں گے یہ قیامت کا قصہ ہے۔ اس کو مرزا کے زمانہ سے کیا تعلق اور قیامت میں ان باتوں سے کیا واسطہ جو مرزا بیان کرتا ہے اس لئے اس نے پیش بندی کی اور کہا:

> ''یاد رہے کہ ان آیات کے ساتھ جو قرآن کریم میں بعض دوسری آیات جو آخرت کے متعلق ہیں شامل کی گئی ہیں وہ درحقیقت اُسی سنت اللہ کے موافق شامل فرمائی گئی ہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے''۔

﴿شہادت القرآن، درروحانی خزائن جلد ۶ ص: ۳۱۵ و ۳۱۶﴾

(یعنی قرآن کریم کا محاورہ ہے کہ ایک دنیا کے قصہ کے ساتھ آخرت کا قصہ پیوند کیا جاتا ہے اور ہر ایک حصہ کلام کا اپنے قرائن سے دوسرے حصہ سے تمیز رکھتا ہے) لیکن مرزا جی کو معلوم نہیں کہ قرآن میں دو جگہ یومئذ بھی ہے جس کے معنی ہیں اس روز یعنی جس روز واقعات مذکورہ ہوں گے اس میں حق تعالیٰ نے مرزا جی کی چالاکی کا پہلے ہی توڑ کر دیا ہے اور بتلا دیا ہے کہ زلزلۂ ارض، واخراج اثقال، اور قول انسان، اور تحدیث ارض، اور صدور ناس، ایک ہی زمانہ میں ہوں گے اب آپ کی تحریف کی گنجائش کہاں ہے؟

اس کے بعد مرزا کو خیال ہوا کہ لوگ کہیں گے کہ یہ معنی جو آپ بیان کرتے ہیں آخر آپ نے قرآن کے کون سے الفاظ سے اور کس قرینہ سے سمجھے اس کی پیش بندی کے لئے فرماتے ہیں:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ حقیقی اور مقدم معنی ان آیات کے یہی ہیں جو ہم نے بیان کئے، اور اس پر قرینہ جو نہایت قوی اور فیصلہ کرنے والا ہے یہ ہے کہ اگر ان آیات کے حسب ظاہر معنی کئے جائیں تو ایک فساد عظیم لازم آتا ہے یعنی اگر ہم اس طور سے معنی کریں کہ کسی وقت باوجود قائم رہنے اس آبادی کے جو دنیا میں موجود ہے ایسے سخت زلزلے زمین پر آئیں گے جو تمام زمین کے اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو جائے گا تو یہ بالکل غیر ممکن اور ممتنعات میں سے ہے۔ آیت موصوفہ میں صاف لکھا ہے کہ انسان کہیں گے کہ زمین کو کیا ہو گیا پھر اگر حقیقتاً یہی بات سچ ہے کہ زمین نہایت شدید زلزلوں کے ساتھ زیر و زبر ہو جائے گی تو انسان کہاں ہو گا جو زمین سے سوال کرے گا وہ تو پہلے ہی زلزلہ کے ساتھ زاویہ عدم میں مخفی ہو جائے گا۔ علوم حسیہ کا تو کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا پس ایسے معنی کرنا جو بداہت باطل اور قرائن موجودہ کے مخالف ہوں گویا اسلام سے ہنسی کرانا اور مخالفین کو اعتراض کے لئے موقعہ دینا ہے، پس واقعی اور حقیقی معنی یہی ہیں جو ابھی ہم نے بیان کئے''۔

﴿شہادت القرآن در روحانی خزائن جلد ۶ ص: ۳۱۵-۳۱۶﴾

دوہرے مجرم:

لیکن مرزا جی سے کوئی پوچھے کہ یہ معنی آپ نے قرآن کے کون سے لفظ سے نکالے ہیں کہ زمین کو ایکبارگی ہی ایسا زلزلہ آئے گا کہ اس کے اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو جائیگا اور زلزلہ کے شروع ہوتے ہی سارے آدمی مرجائیں گے، اور کسی کو اتنا بھی موقع نہ ملے گا کہ وہ لفظ "مالھا" یا یا اس کے معنی منہ سے نکال سکے جب کہ قرآن میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے تو یہ اشکال قرآن کے معنی پر نہیں بلکہ اپنے تحریفی معنے پر ہے۔ پس آپ پر دو جرم عائد ہوتے ہیں کہ اول قرآن کے ایسے معنی تراشنا جن پر اشکال پڑے۔ پھر اس سے بچنے کے لئے ایسے معنی تراشنا جو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق ہوں دوسرے اگر قرآن کے ظاہری معنی وہی تھے جو آپ نے بیان کئے اور وہ محال اور ناممکن اور بداہتہً باطل تھے اور ان پر کفار کو ہنسی اور طعن کا موقعہ تھا تو پہلے کفار نے یہ اشکال کیوں نہیں کیا اور کیوں نہ قرآن کی ہنسی کی اور کیوں نہ طعن کیا، کیا وہ قرآن کے وہ معنی سمجھتے تھے جو مرزا نے بیان کئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا کو ابوجہل وابولہب وغیرہ کے برابر بھی سمجھ نہیں کہ ان کو تو قرآن پر اعتراض نہ سوجھے اور مرزا کو اعتراض سوجھے، اچھا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کے ظاہری معنی قابل اعتراض اور قابل طعن اور ہنسی اور ٹھٹے کے لائق ہیں پھر خدا نے ایسی عبارت کیوں بولی جو جو اپنے ظاہری معنی کے لحاظ سے قابل اعتراض تھی جس کے حقیقی اور اصلی معنی سوائے ایک ہندوستان کے رہنے والے پنجابی کے دوسرا کوئی نہ سمجھ سکتا تھا اور خدا جانتا بھی تھا کہ وہ پنجابی تیرہ سو برس بعد پیدا ہوگا اس لئے تیرہ سو برس تک کفار کو قرآن پر طعن کا موقعہ ملے گا، اور اگر اس نے ایسی عبارت قابل اعتراض بولی ہی تھی تو اس کو چاہئے تھا کہ وہ اس کے ساتھ اس کی شرح بھیجتا، اور جب کہ اس نے شرح نہ بھیجی تھی تو پہلا فرض رسول کا تھا کہ وہ جبرئیل سے پوچھتے کہ یہ خدا نے کیسا بداہتہً باطل اور محال اور ناممکن کلام بھیجا ہے آیا تمہیں یاد نہیں رہا یا خدا نے نہیں سمجھا کہ یہ بداہتہً باطل ہے۔ اس پر تو کفار میری بھی ہنسی اڑائیں گے اور خدا کی بھی۔ اس لئے یا تو جا کر اس کی شرح لاؤ، یا خدا سے کہہ کر اس کو بدلواؤ، تاوقتیکہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ ہو میں

اسے شائع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ کفار خدا کے کلام کا مذاق اڑائیں اور میری نبوت میں بھی شبہات پیدا کریں۔ خیر مسلمانوں کو میں سمجھا سکتا ہوں مگر کفار کو کیونکر سمجھاؤں؟ اور اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوتاہی کی اور جبریل سے وہ گفتگو نہیں کی تو مسلمانوں کو پوچھنا چاہئے تھا کہ یہ کلام تو بداہۃً باطل اور محال ہے یہ کیسا خدا کا کلام ہے اگر اس کے کوئی حقیقی معنے ہیں تو ہمیں بتلائے مگر انھوں نے بھی ایسا نہ کیا، علیٰ ہذا تیرہ سو برس تک مسلمان بھی اسی کو مانتے چلے آئے اور کفار کو بھی کوئی اعتراض نہ سوجھا سب کے سب کودن اور بے عقل ہو گئے، تیرہ سو برس بعد جب مرزا کو اپنی مسیحیت کے دلائل ڈھونڈنے کی ضرورت پڑی تب اسے وہ حقیقی معنی نظر آئے پہلے سے اسے بھی نہ سوجھے۔

اب غور کیجئے کہ ایسا شخص نبی بلکہ افضل الانبیاء بلکہ نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھ کر نہ ہو تو اور کون ہو، کہ اس کو وہ باریکیاں سوجھتی ہیں جو نعوذ باللہ نہ خدا کو سوجھتی ہیں نہ رسول کو اور لطف یہ کہ وہ اس کے نزدیک بدیہی ہیں۔ آپ نے مرزا کی تحریف کا نمونہ دیکھ لیا، اب اس تحریف کا نتیجہ سن لیجئے، اس تحریف کا نتیجہ یہ ہے:

تحریف کا پہلا نتیجہ:

کہ کفار کے ہاتھ میں مرزا نے اتنا زبردست ہتھیار دیدیا ہے کہ اس کا جواب مرزا کی تکذیب کے بغیر ناممکن ہے اور کسی میں یہ قدرت نہیں کہ مرزا کو سچا مان کر قرآن پر سے اعتراض اٹھادے کیونکہ کفار کہہ سکتے ہیں کہ قرآن بیان کرتا ہے کہ زمین کو لزلہ اس وقت آئے گا جب زمین پر آبادی ہوگی اور زلزلہ ایسا آئے گا کہ پہلے ہی زلزلہ میں زمین کا اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی سب آدمی فنا ہو جائیں گے۔ اس کے بعد قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ آدمی کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا، اور یہ بداہۃً باطل اور محال ہے لہٰذا قرآن نعوذ باللہ جھوٹا ہے اس کا جواب اگر یہ دیا جائے گا کہ اس کے معنی یہ نہیں بلکہ وہ معنے ہیں جو مرزا نے بیان کیئے تو اس پر وہ یہ اعتراض کریں گے کہ یہ معنی محض تراشیدہ ہیں جو قرآن کی بیجا حمایت کے لئے بنائے گئے ہیں اور قرآن کے الفاظ سے یہ معنی ہرگز مفہوم نہیں ہوتے اگر

ہوتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ تمہارے نبی نے یا ان کے صحابہ نے، یا اور مسلمانوں نے جن میں اہل زبان بھی تھے، اور غیر اہل زبان بھی۔ یہ معنی نہیں بیان کئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ معنی محض اعتراض سے بچنے کے لئے تراشے گئے ہیں پس جب کہ مسلمان مرزا کو مانیں گے تو نہ وہ یہ کہہ سکیں گے کہ جو معنی اس معترض نے بیان کئے ہیں وہ قرآن کے ظاہری معنی نہیں کیونکہ مرزا ان کو ظاہری معنے تسلیم کر چکا ہے اور نہ وہ ان کو صحیح ثابت کر سکیں گے کیونکہ مرزا ان کا بطلان بھی تسلیم کر چکا ہے، اور نہ وہ مرزا کے تراشیدہ معنی کو مدلول قرآن ثابت کر سکیں گے اس لئے مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں لامحالہ شکست ہوگی، اور کفار قرآن پر طعن کریں گے اور ہنسی اڑائیں گے۔ یہ نتیجہ ہے مرزا کی بعثت اور ماموریت اور رسالت کا، کہ جس قدر مسلمان کفار کا مقابلہ کر سکتے تھے اس قدر بھی نہ کر سکیں اور ہر معرکہ میں ان کے سامنے ذلیل ہوں قرآن کو جھوٹا ثابت کریں، اسلام کو باطل تسلیم کریں۔ مسلمانو! کاش تم آنکھیں کھولو، اور مرزا کو پہچانو، اور جانو کہ درحقیقت وہ اسلام کا دشمن ہے اور جس قدر نقصان اس کی ذات سے اسلام کو پہنچا ہے اس قدر عیسائیوں اور آریوں سے نہیں پہنچا اور نہ قیامت تک پہنچ سکتا ہے۔

تحریف کا دوسرا نتیجہ:

دوسرا نتیجہ اس تحریف کا یہ ہوگا کہ مرزا کی طرح ہر شخص کو حق ہوگا کہ وہ جس طرح چاہے قرآن کی تفسیر کرے کیونکہ مرزا نے بتلا دیا ہے کہ تفسیر کے لئے نہ لغت کی پابندی کی ضرورت ہے اور نہ قرائن صادقہ کی ضرورت، اور نہ تقدیر عبارت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت کیونکہ مرزا کی تفسیر انہی اصول پر مبنی ہے پس ہم کو یہ حق ہے کہ ہم اذا زلزلت کی تفسیر یوں کریں:

> ''قادیان میں مسیح کذاب اس وقت پیدا ہوگا جب زمین یعنی انسانی قلوب ہر گمراہی کے لئے پورے طور پر آمادہ ہو جائیں گے اور وہ اپنی گمراہی کی چھپی ہوئی استعدادوں کو خوب ظاہر کریں گے۔ اور بیشک آدمی گمراہوں کی اس حیرت ناک گمراہی کو دیکھ کر حیرت سے کہیں گے کہ ان کم بختوں کو کیا ہوگیا کہ باوجود درستی ہوش وحواس یہ لوگ ایسی کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اُس روز وہ مسیح کذاب اپنے حالات یوں بیان

کرے گا کہ یہ سب کچھ میں وحی سے کرتا ہوں اور خدا نے ان باتوں کے لئے مجھ پر وحی بھیجی ہے''۔

پس اس صورت میں یہ پیشین گوئی مرزا کی تصدیق کے بجائے اس کی تکذیب کے لئے ہوگی اور کسی مرزائی یا خود مرزا کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ یہ کہہ سکے کہ اس سورۃ کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ جن دلائل سے وہ ان معنوں کو رد کردیں گے ہم انھیں دلائل سے مرزا کے بیان کئے ہوئے معنوں کو رد کردیں گے۔

الوہیت کا دعویٰ:

الحاصل یہ ایک نمونہ تھا مرزا کی ان بے شمار تحریفات کا جن سے اس نے یہود و نصاریٰ کو بھی شرما دیا ہے پس اگر مرزا اپنی نبوت سے انکار بھی کرے تو اس کو اس کے اس قائم کردہ اصول کی بنا پر جس سے اس نے عیسائیوں کو مدعی نبوت قرار دیا ہے، ضرور مدعی نبوت بلکہ واقع کے لحاظ سے مدعی الوہیت کہا جائے گا[1] کیونکہ شریعت میں آزادانہ تصرف نبی کا بھی کام نہیں۔ بلکہ صرف خدا کا کام ہے اور نبی محض مبلغ ہوتا ہے۔ دوسری وجہ تمام ہوئی اب تیسری وجہ سنئے:

تیسری دلیل:

مرزا نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا، اور محمد علی نے اپنے خط میں اقرار کیا ہے اور تمام مسلمانوں کا بھی اجماع ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی پر فضل کلی نہیں ہوسکتا، اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا مدعی نبوت ہے۔ اب ثبوت سنئے۔

مرزا ﴿دافع البلاغ ص:۳۰، خ ۱۸ ص:۲۳۳﴾ میں کہتا ہے:

---

[1] مرزا غلام احمد قادیانی نے یقینی طور پر خدائی کا دعویٰ کیا ہے چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ: رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو ''یعنی میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کرلیا کہ میں خدا ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام در روحانی خزائن ۵ ص:۵۶۴)۔ محمد راشد

حضرت عیسیٰ سے افضل ہونے کا دعویٰ:

''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے''۔

اس عبارت میں تمام شان کا لفظ یاد رکھیئے نیز مرزا حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے:

''اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا''۔

﴿حقیقۃ الوحی ص:۱۵۰، خ:۲۲ص:۱۵۳﴾

اس عبارت سے چند باتیں مفہوم ہوئیں ایک یہ کہ مرزا حضرت عیسیٰ پر فضل کلی کا مدعی ہے اور دوسرے یہ کہ مرزا خدائی الہامات کو اپنے خیالات پر ڈھال کر ان کے معنی اپنے خیال کے موافق بیان کرتا تھا اور جب وحی اسے مجبور کر دیتی تھی تب وہ اپنے خیال کو مجبوراً چھوڑتا تھا۔

اور تیسری بات جو اس سے مفہوم ہوتی ہے یہ ہے کہ مرزا کے الہامات دعویٰ کے متعلق صاف نہ ہوتے تھے ورنہ مرزا کا ان کو غلط محمل پر محمول کرنے کی گنجائش نہ ہوتی۔

مرزا کا مُلہِم شیطان ہے:

اور چوتھی بات یہ کہ مرزا کے ملہم کی یہ عادت تھی کہ وہ دفعۃً اس کے سامنے ایسی باتیں نہ بیان کرتا تھا جس سے وہ متوحش ہو جاوے، بلکہ رفتہ رفتہ اس کو مانوس کر کے آخر میں وہ اس پر پوری حقیقت کھولتا تھا اور اس چوتھی بات سے ایک نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ مرزا کا ملہم شیطان ہے جو چالاکی سے اسے فریب دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ اس کے مضامین میں اگر اختلاف پایا جاوے تو اس کا منشا یہی ہوگا کہ اس کا ملہم اس سے کبھی کچھ کہتا تھا اور کبھی کچھ، مثلاً اولاً اس پر اس نے ظاہر کیا کہ تو مجدد ہے جب وہ اس پر جم گیا تو وہ اس رفتہ رفتہ دعویٰ نبوت کی طرف لے چلا، اور آخر

میں اس سے کہلوادیا کہ جو نبوت مجھے عطا ہوئی ہے وہ کسی کو نہیں عطا ہوئی اور اس امت میں میرے سوا نبی کہلانے کا کوئی مستحق نہیں۔ یہ فوائد تھے جو اس عبارت سے مستفاد ہوتے تھے۔

اچھا اب مرزا کی دوسری تصریحات سنو! مرزا حقیقۃ الوحی ﴿خ ۲۲ص:۱۳۵﴾ میں لکھتا ہے:

''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا''۔

اب غور کرو کہ اس سے بڑھ کر فضل کلی اور کیا ہوسکتا ہے نیز مرزا حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے:

فضل کلی کا دعویٰ:

''اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی''۔ ﴿خ ۲۲ص:۱۵۷﴾

اس عبارت سے بھی بخوبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضل کلی کا دعویٰ ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی قابلیت نبوت مرزا کی قابلیت نبوت سے کم تھی اور مرزا میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے ہزاروں نبی بن سکتے تھے کیونکہ مرزا کافۃ الناس کی طرف مبعوث ہے اور حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کی ایک مختصر جماعت کی طرف مبعوث تھے اور اس سے مرزا کی فضیلت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء پر بھی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کی نبوت عام نہ تھی، اس لئے مرزا کے اصول پر ان میں دعوت عامہ کی قابلیت بھی نہ تھی۔ نیز مرزا اسی حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے:

''جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس

کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ
کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"۔ ﴿خ ۲۲ص:۱۵۹﴾

اس عبارت میں بھی کھلم کھلا حضرت عیسیٰ پر فضل کلی کا دعوی کیا گیا ہے پس ثابت ہوا کہ مرزا حقیقۃً مدعی نبوت بلکہ تقریباً تمام انبیاء سے افضل نبی ہونے کا مدعی ہے تیسری وجہ تمام ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فضل جزئی کا دعویٰ:

چوتھی دلیل:

مرزا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضل جزئی کا دعویٰ کیا چنانچہ وہ اعجاز احمدی[۱] ﴿ضمیمہ نزول المسیح خ ۱۹/۱۸۳﴾ میں لکھتا ہے:

له خسف القمر المنير وان لی   غسا القمران المشر قان اتنكر

اُس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔ (منقول از صحیفہ رحمانیہ ۲۲)

اس میں صاف طور سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضل جزئی کا دعوی کیا ہے حالانکہ محمد علی نے اپنے خط میں اقرار کیا ہے کہ اُمتی کو اپنے نبی پر فضل جزئی بھی نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ مرزا اپنے کو امتی تسلیم نہیں کرتا۔ اور اس لئے وہ مدعی نبوت مستقلہ ہے۔

فضل کلّی کا دعویٰ:

نیز مرزا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فضل کلی کا دعوی کیا۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ بیانات منقولہ وجہ سوم میں مرزا نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ مصلح کی حیثیت کا اندازہ خرابی کی حیثیت سے ہوتا ہے اور اسی حقیقت کی بناء پر مرزا نے حضرت عیسیٰ پر اپنی فضیلت

---

[۱] اعجاز احمدی کا دوسرا نام نزول المسیح - محمد راشد

ثابت کی ہے۔پس جب کہ اصول معلوم ہوگیا،تواب سنو کہ مرزا نے نصاریٰ کے موجودفتنہ کی نسبت لکھا ہے کہ اتنا بڑا فتنہ حضرت آدم سے لے کراس وقت تک ہوااور نہ قیامت تک ہوگا۔
﴿آئینہ کمالات اسلام در خزائن ۵ص:۲۵۳﴾۔

توان دونوں باتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ اس کی قابلیت اور لیاقت نعوذ باللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لیاقت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے کیونکہ جس فساد کی اصلاح کے لئے وہ بھیجے گئے وہ اس فساد سے بہت کم تھا جس کی اصلاح کے لئے مرزا بھیجا گیا پس اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قابلیت مرزا سے بڑھی ہوئی ہوتی توان کواس زمانہ میں ہونا چاہئے تھا اور مرزا کو تیرہ سو برس پیشتر۔اور جب مرزا آنحضرتؐ پر بھی فوقیت کا مدعی ہے تو دعویٰ نبوت میں کیا شبہ ہے؟

پانچویں دلیل:

مرزا نے اپنے کو"ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھره علی الدین کله" کا مصداق بتایا چنانچہ"اعجاز احمدی ص:۷﴿خ ۱۹ص:۱۱۳﴾ میں لکھتا ہے:

رسالت کا دعویٰ:

"مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے:ھو الذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحق لیظھره علی الدین کله"۔ (منقولہ از صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۲)

اور یہ ظاہر ہے کہ آیت میں رسول سے حقیقی رسول مراد ہے۔پس دعویٰ رسالت حقیقۃً ثابت ہوا۔

چھٹی دلیل:

مرزا نے اربعین نمبر۴ صفحہ ۶ ﴿خ ۱۷ص:۴۳۵﴾ میں لکھا ہے:

صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ:

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: قل للمومنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذلک ازکٰی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی''

(منقول از صحیفہ رحمانیہ نمبر ۲۲)

اس بیان میں مرزا نے صاف طور سے اپنے صاحب الشریعت ہونے کا دعوی کیا ہے، لہٰذا وہ مدعی نبوت تشریعیہ ہوا۔

ساتویں دلیل:

مرزا نے حقیقۃ الوحی ص: ۱۰۲ ﴿خ ۲۲ ص: ۱۰۵﴾ میں ایک الہام اپنا یوں لکھا ہے:

اپنی مسیحیت پر استدلال:

''انا ارسَلنا الیْکم رَسُولا شَاهِدا علَیکم کَمَا ارسلنا الی فرعون رسولاً''

اور دوسرا الہام اسی حقیقۃ الوحی ص: ۱۵۷ ﴿خ ۲۲ ص: ۱۱۰﴾ میں یوں لکھا ہے:

''یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم.''

(منقول از صحیفہ رحمانیہ ۲۲)

یہ دونوں الہام انہی لفظوں میں ہیں جن لفظوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کئے گئے تھے اور یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جاتا کہ آپ کی وحی میں کون سے الفاظ ہیں جن سے آپ سمجھتے ہیں کہ خدا نے آپ کو صاحب شریعت رسول بنایا ہے تو آپ ان آیتوں کو اپنی رسالت تشریعیہ کے ثبوت میں پیش

کر سکتے تھے۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے اپنے رسالت تشریعیہ کے اثبات کا حق تھا تو یہ آیتیں مرزا کی رسالت مستقلہ پر کیونکر دلالت نہ کریں گی جب کہ ایک لفظ اور ایک حرف کا بھی فرق نہیں۔ «(البتہ درمیان کی ایک آیت ''والقرآن والحکیم'' ترک کر دیا ہے باقی مرزا کے الہام کے الفاظ بعینہ وہی ہیں جو قرآن کے ہیں»﴿پ ۲۳، سورہ یٰس﴾ لہٰذا جس طرح یہ آیتیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مستقلہ تشریعیہ پر دلالت کرتی ہیں یوں ہی وہ مرزا کی رسالت مستقلہ پر دلالت کریں گی بالخصوص جب کہ پہلے الہام میں مرزا کی رسالت کو موسیٰ علیہ السلام کی رسالت سے تشبیہ بھی دی گئی ہے۔ تب تو دعویٰ رسالت مستقلہ اور بھی مؤکد ہو گیا۔ چنانچہ مرزا نے شہادت القرآن میں حق تعالیٰ کے قول وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم سے اپنی مسیحیت کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا ہے:

دلیل نمبر (۱)

''آیات قرآنی پر غور کے ساتھ نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ محمدی استخلاف کا سلسلہ موسوی استخلاف کے سلسلہ سے بکلی مطابق ہونا چاہئے جیسا کہ کما کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے۔ (شہادت القرآن درخزائن جلد ۶ ص: ۳۶۴)

اس عبارت میں مرزا نے لفظ کما کا مدلول مطابقت کلی قرار دیا ہے پس اس قاعدہ سے مرزا کی رسالت اور حضرت موسیٰ کی رسالت میں مطابقت کلی ہونی چاہئے اور مطابقت کلی اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی طرح مرزا کی رسالت بھی تشریعی ہو، لہٰذا دعوی رسالت تشریعی ثابت ہوا اور محمد علی نے اپنے خط میں تمام انبیاء کی وحی کے ایک قسم کی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اور اس پر ''انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ'' سے استدلال کیا ہے اس لئے محمد علی نے بھی لفظ کما کا مدلول مماثلت تامہ کاملہ ہونا تسلیم کیا ہے۔ اس لئے اس کی تسلیم کی بنا پر بھی مرزا کی رسالت اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت تو ایک ہی قسم کی ہونا چاہئے۔ پس اس کی تسلیم کی بنا پر بھی مرزا کا دعوی رسالت مستقلہ ثابت

ہوا، لیکن اگر وہ اس جگہ مماثلت تامہ سے انکار کریں تو پھر مرزا کے اس استدلال کو بھی جھوٹا ماننا پڑے گا جو اس نے اپنی مسیحیت پر لفظ کما سے کیا ہے۔ اس لئے ہمارا مدعیٰ اب بھی ثابت ہوگا کہ مرزا نبی نہیں تھا بلکہ جھوٹا تھا۔

دلیل نمبر (۲)

اس جگہ ہم یہ بھی بتادینا چاہتے ہیں کہ مرزا نے شہادت القرآن ﴿درخزائن جلد ۶ ص: ۳۶۳﴾ میں انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا سے بھی اپنی مسیحیت پر استدلال کیا ہے جس کا مبنیٰ اس نے موسیٰ علیہ السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادتوں کی مماثلت تامہ وکاملہ کو قرار دیا ہے اس لئے لازم ہے کہ جب ان کی شہادتوں میں تماثل تام ہو تو ان کی رسالتوں میں بھی تماثل تام ہو اور چونکہ یہی آیت مرزا کے حق میں بھی نازل ہوئی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ مرزا کی رسالت وشہادت اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت وشہادت میں بھی مماثلت تامہ ہو اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت مستقلہ تھے یوں ہی مرزا بھی صاحب شریعت مستقلہ ہو، اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی شہادت بذریعہ اپنے نائبوں کے تھی یوں ہی مرزا کی شہادت بھی بذریعہ اپنے نائبوں کے ہو، اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے نائب نبی ہوتے رہے ہیں یونہی مرزا کے نائب بھی نبی ہوں۔ ورنہ مماثلت تامہ نہ رہے گی۔ اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا سلسلہ ایک مسیح پر ختم ہوگیا یونہی مرزا کی شریعت کا سلسلہ بھی ایک مسیح پر ختم ہو، ورنہ مماثلت تامہ نہ رہے گی۔ اس لئے ابھی مسلمانوں کو ایک اور مسیح کا منتظر رہنا ہے جو خاتم سلسلۂ نبوت غلامیہ مرزائیہ ہوگا۔

اس تیسرے مسیح کی مرزا نے آئینہ کمالات اسلام میں خبر دی ہے چنانچہ اس نے کتاب مذکور میں لکھا ہے:

"یہ وہ دقیق معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے.......... کہ اک زمانہ کے گزرنے کے بعد.......... پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا.......... اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہوجائے گی...... تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش

میں آ کر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی، تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی"۔

﴿آئینہ کمالات اسلام درخزائن جلد ۵ ص: ۳۴۶﴾

مرزائیوں سے ایک سوال:

لیکن اب یہ اشکال ہے کہ احادیث نزول مسیح کا جو ایک جلالی مسیح کی پیشین گوئی کر رہی ہیں جیسا کہ **یقتل الدجال و یضع الجزیة ویکسر الصلیب و یقتل الخنزیر** ۔ وغیرہ الفاظ اس پر شاہد ہیں اسی مسیح آخری کو کیوں نہ مصداق بنایا جاوے، اور ان میں تحریف کر کے مرزا جیسے مغلوب اور عاجز کو ان کا مصداق کیوں بنایا جاوے۔ بالخصوص جب کہ مرزا کو درمیان میں مسیح موعود ماننے سے سلسلہ استخلاف موسوی و محمدی میں مماثلت تامہ فوت ہوتی ہے کیونکہ سلسلہ موسوی کے درمیان میں کوئی مسیح نہ تھا ہاں اگر یوں کہا جائے کہ سلسلہ محمدی اس مسیح سے ختم ہو گیا اور اب شریعت مرزائیہ کا دور ہے تو مماثلت ممکن ہے لیکن اس سے بھی کام نہیں چلتا، کیونکہ سلسلہ موسویہ کا مسیح کسی جدید سلسلہ کا بانی نہ تھا بلکہ پہلے سلسلہ کا خاتم تھا۔ اور سلسلہ محمدیہ کا خاتم بانی سلسلہ بھی ہے۔ لہٰذا مماثلت تامہ اب بھی نہ رہی۔

آٹھویں دلیل:

مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا اور ظاہر ہے کہ غیر نبی کا منکر بلکہ مکذب بلکہ مکفر بھی کافر نہیں پس ثابت ہوا کہ مرزا مدعی نبوت ہے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔

مرزا کے دعووں کو نہ ماننے والا کافر:

وجہ اول: مرزا سے سوال کیا گیا۔

"حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں۔ صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا لیکن عبدالحکیم خاں کو آپ

لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کی بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے"۔

﴿حقیقۃ الوحی خ ۲۲ ص: ۱۶۷﴾

اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کفر زیر بحث ہے وہ کفر اصولی ہے نہ کہ فروعی، دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرزا نے عبدالحکیم خاں کو لکھا تھا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں جب یہ دونوں باتیں معلوم ہو گئیں تو اب سنو کہ مرزا نے اس سوال کا یوں جواب دیا ہے:

مرزا کا جواب:

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے: "فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰاتِہٖ" یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افتراء کرنے والا اور دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا، پس جب کہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے............ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور اگر وہ مؤمن ہے تو میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھہرا۔ کیونکہ میں ان کی نظر میں مفتری ہوں .... پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر

ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت[1] کا مسئلہ ہے کہ مؤمن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے''۔

﴿حقیقۃ الوحی ص:۱۶۳ خ:۲۲ ص:۱۶۷، وص:۱۶۸﴾

اور اسکے حاشیہ میں لکھا ہے:

''ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے اس پر قرینہ یہ ہے کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کو ظالم ٹھہرایا ہے، اور بلا شبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔

﴿خ ۲۲ ص:۱۶۷، درحاشیہ﴾

اور دوسرے حاشیہ میں لکھا ہے:

پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہو گئی، ان کو کیونکر مؤمن کہہ سکتا ہوں۔ ﴿خ ۲۲ ص:۱۶۹، درحاشیہ﴾

خلاصۂ کلام:

ان تصریحات سے چند امور معلوم ہوئے:

---

[1] یہ مرزا کا شریعت پر افتراء ہے ہزاروں مومنوں کی تکفیر کی گئی، مگر آج تک کسی نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ مکفر اس تکفیر کی وجہ سے کافر ہو گیا اور راز اس میں یہ ہے کہ جس شخص کو مومن سمجھا جاتا ہے وہ محض ظاہری طور پر آثار و علامات سے سمجھا جاتا ہے دل کا حال حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پس جب تک کسی کا ایمان دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کے مکفر پر کفر کا حکم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ یہ مکفر ہی سچا ہو اسی وجہ سے حدیث میں باء به احدهما آیا ہے یعنی وہ کفر، ان میں سے ایک پر پڑے گا اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ کفر خود مکفر پر پڑے گا اسی طرح بعض وقت ایک شخص عند اللہ مؤمن ہوتا ہے مگر دلائل ظاہرہ سے وہ کافر معلوم ہوتا ہے اس لئے مجبوراً اس کی تکفیر کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ بات مرزا کو بھی مسلم ہے کہ شریعت کا مدار ظاہر پر ہے ان وجوہ سے محض کسی کی تکفیر کو کسی کے کفر کی بنا آج تک کسی عالم یا مجدد نے نہیں بنایا بلکہ یہ مسئلہ صرف مرزا کی ایجاد ہے۔

اول یہ کہ مرزا نے تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے عبدالحکیم خاں کو ضرور لکھا تھا کہ جس کو میری تبلیغ پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا وہ کافر ہے۔

دوم یہ کہ اس جگہ کفر سے مراد کفر اصولی ہے نہ کہ کفر فروعی، ورنہ مکذب آیات اللہ اور مفتری علی اللہ کا کافر فرعی ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ مرزا اس کو سب کافروں سے بڑھ کر کافر تسلیم کرتا ہے۔

سوم یہ کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو بلا استثناء مکذب اور مکفر قرار دیا ہے اور اس لئے انکا دو وجہ سے کافر ہونا ثابت کیا ہے۔

ایک اس وجہ سے کہ وہ مکفر مومن ہیں اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ مکذب آیات اللہ ہیں اور ظاہر ہے کہ صرف انبیاء کا نہ ماننے والا مکذب آیات اللہ کہا جا سکتا ہے اور کسی کے نہ ماننے والے کو مکذب آیات اللہ نہیں کہا جا سکتا ہے اس لئے مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہے۔

چہارم یہ کہ جو شخص اہل قبلہ ہو اور وہ باوجود اس کے کسی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرے مثلاً یہ کہ وہ کسی مؤمن کو کافر کہے، یا آیات اللہ کی تکذیب کرے، یا خدا پر افتراء کرے، وہ اہل قبلہ نہیں رہتا کیونکہ وہ ان باتوں سے کافر ہو جاتا ہے اور کافر اہل قبلہ نہیں کہلا سکتا، اور اس کی تکفیر تکفیر مومن نہیں اور نہ اس کی تکفیر، تکفیر اہل قبلہ ہے۔

پنجم یہ کہ مکذب آیات اللہ کے کفر کے لئے یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ اقرار بھی کرے کہ میں آیات خدا کو نہیں مانتا بلکہ اس کا واقع میں مکذب ہونا کافی ہے گو وہ زبان سے کہے کہ میں خدا کی تمام آیات کی تصدیق کرتا ہوں اور نہ مکفر مومن کے کافر ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ وہ زبان سے بھی کہے کہ میں مکفر مومن ہوں بلکہ اس کا واقع میں مکفر مومن ہونا اس کے کفر کے لئے کافی ہے کیونکہ مرزا نے جو اپنے نہ ماننے والوں کو مکفر مومن اور مکذب آیات اللہ ہونے کی وجہ سے کافر کہا ہے ان میں کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ ہم مؤمن کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم ایک دجال و کذاب مفتری علی اللہ والرسول اور مکذب آیات اللہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی آیات کو جھوٹا جانتے ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی

اول یہ کہ مرزا نے تسلیم کیا ہے کہ انھوں نے عبدالحکیم خاں کو ضرور لکھا تھا کہ جس کو میری تبلیغ پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا وہ کافر ہے۔

دوم یہ کہ اس جگہ کفر سے مراد کفر اصولی ہے نہ کہ کفر فروعی، ورنہ مکذب آیات اللہ اور مفتری علی اللہ کا کافر فرعی ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ مرزا اس کو سب کافروں سے بڑھ کر کافر تسلیم کرتا ہے۔

سوم یہ کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو بلا استثناء مکذب اور مکفر قرار دیا ہے اور اس لئے انکا دو وجہ سے کافر ہونا ثابت کیا ہے۔

ایک اس وجہ سے کہ وہ مکفر مومن ہیں اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ مکذب آیات اللہ ہیں اور ظاہر ہے کہ صرف انبیاء کا نہ ماننے والا مکذب آیات اللہ کہا جا سکتا ہے اور کسی کے نہ ماننے والے کو مکذب آیات اللہ نہیں کہا جا سکتا ہے اس لئے مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہے۔

چہارم یہ کہ جو شخص اہل قبلہ ہو اور وہ باوجود اس کے کسی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرے مثلاً یہ کہ وہ کسی مؤمن کو کافر کہے، یا آیات اللہ کی تکذیب کرے، یا خدا پر افتراء کرے، وہ اہل قبلہ نہیں رہتا کیونکہ وہ ان باتوں سے کافر ہو جاتا ہے اور کافر اہل قبلہ نہیں کہلا سکتا، اور اس کی تکفیر تکفیر مومن نہیں اور نہ اس کی تکفیر، تکفیر اہل قبلہ ہے۔

پنجم یہ کہ مکذب آیات اللہ کے کفر کے لئے یہ بھی ضرور نہیں کہ وہ اقرار بھی کرے کہ میں آیات خدا کو نہیں مانتا بلکہ اس کا واقع میں مکذب ہونا کافی ہے گو وہ زبان سے کہے کہ میں خدا کی تمام آیات کی تصدیق کرتا ہوں اور نہ مکفر مومن کے کافر ہونے کے لئے یہ ضرور ہے کہ وہ زبان سے بھی کہے کہ میں مکفر مومن ہوں بلکہ اس کا واقع میں مکفر مومن ہونا اس کے کفر کے لئے کافی ہے کیونکہ مرزا نے جو اپنے نہ ماننے والوں کو مکفر مومن اور مکذب آیات اللہ ہونے کی وجہ سے کافر کہا ہے ان میں کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ ہم مؤمن کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم ایک دجال و کذاب مفتری علی اللہ والرسول اور مکذب آیات اللہ کی تکفیر کرتے ہیں۔ اور نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی آیات کو جھوٹا جانتے ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی

جملہ آیات کو دل سے سچا مانتے ہیں۔ ان پانچ باتوں سے جو مرزا کے کلام سے ثابت ہوئیں ہم نتائج ذیل اخذ کرتے ہیں۔

(۱) مرزا مدعی نبوت ہے جو اپنے مکذبین اور نہ ماننے والوں کو مکذب آیات اللہ قرار دیا ہے کیونکہ نبی کے سوا کسی کا نہ ماننے والا مکذب آیات نہیں۔

(۲) مرزا چونکہ واقع میں مفتری علی اللہ اور مکذب آیات اللہ، اور مکفّر مؤمنین ہے اس لئے وہ اپنے مسلمہ اصول کی بناء پر اپنے کفر پر مہر لگاتا ہے۔

(۳) مکفرین مرزا چونکہ مرزا پر ان وجوہ کی بنا پر الزام کفر قائم کرتے ہیں جو خود مرزا نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کی ہیں یعنی افتراء علی اللہ اور تکذیب آیات اللہ، اور تکفیر مسلمین، اور دعوی وحی اور دعویٰ رسالت و نبوت وغیرہ، اس لئے ان کو مکفر مومن اور مکفر اہل قبلہ نہیں کہا جا سکتا۔

(۴) محمد علی اور اس کی جماعت جو یہ کہتی ہے کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہا، یہ غلط اور دھوکا ہے۔

(۵) نیز ان کا یہ کہنا کہ مرزا اپنے مکفرین و مکذبین کو کافر فرعی کہتا ہے نہ کہ اصلی، یہ بھی غلط ہے (یہ سوال و جواب مرزا کا ہم نے محمد علی کی کتاب ''ردتکفیر اہل قبلہ'' سے نقل کیا ہے)۔

دو قسم کا کفر:

وجہ دوم: مرزا نے لکھا ہے:

''کفر دو قسم پر ہے (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے''۔ ﴿خ ۲۲ ص: ۱۵۸﴾

اس کے ساتھ ہی مرزا نے یہ بھی لکھا ہے:

"یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں"۔ ﴿خ ۲۲ص: ۱۵۸﴾

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مرزا کا منکر کافر ہے اور اس کا کفر، کفر اصولی ہے نہ کہ فروعی، کیونکہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ مکذب آیات اللہ خواہ متر تکذیب ہو یا منکر، ہر حالت میں مرزا کے نزدیک کافر ہے نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر، اور مرزا نے اپنے نہ ماننے والے کو خدا کے فرمان کا منکر، رسول کے فرمان کا منکر، دوسرے انبیاء کی کتابوں کا منکر قرار دے کر اس کو کافر کہا ہے پس وہ ضرور کافر اصولی ہوگا نہ کہ فروعی، اور مرزا کی یہ تقسیم ایسی ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ کفر کئی قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی خدا ہی کو نہ مانے، دوسرے یہ کہ خدا کو مانے مگر اس کی صفات کو نہ مانے، تیسرے یہ کہ خدا کو بھی مانے اور اس کی صفات کو بھی مانے مگر ان میں دوسروں کو شریک کرے، چوتھے یہ کہ شریک بھی نہ کرے مگر خدا کے کسی رسول کو نہ مانے وغیرہ وغیرہ، پس جس طرح یہ قسمیں ایک قسم میں داخل ہیں یعنی کفر حقیقی شرعی ہیں، یونہی مرزا کی دونوں قسمیں بھی ایک ہی قسم میں داخل ہیں یعنی کفر حقیقی شرعی ہیں اور جب کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر حقیقی و شرعی کہتا ہے تو اس کا مدعی نبوت ہونا ثابت ہے یہ تو حقیقت اور واقعہ تھا اب سنئے کہ محمد علی نے اس کھلی ہوئی تصریح میں کیا تحریف کی ہے اس نے اپنی کتاب ردتکفیر میں اس کا یوں جواب دیا ہے کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر فرعی کہا ہے اور کفر کو بمعنی لغوی یعنی انکار استعمال کیا ہے اور اس پر قرینہ یہ قرار دیا ہے کہ مرزا نے آخر میں لکھا ہے کہ:

"پس اس لحاظ سے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا اور رسول کو مانتا ہے ان کا منکر نہیں، ہاں خدا اور رسول کے جو بہت سے فرمان ہیں جن میں سے ایک فرمان مسیح موعود کا ماننا ہے اس کو نہیں مانتا پس یہ کفر اصل کا نہیں بلکہ فرع کا ہے"۔ ﴿ردتکفیر اہل قبلہ از مسٹر محمد علی لاہوری﴾

کیا شیطان فرع کا کافر ہے؟

لیکن یہ تقریر محض دھوکہ اور تلبیس ہے کیونکہ خدا کے سب حکموں کا انکار اور ایک حکم کا

انکار دونوں برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ شیطان نے خدا کے صرف ایک حکم کا انکار کیا تھا پس دیکھ لو کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ کیا محمد علی شیطان کو بھی فرع کا کافر بتائے گا؟ علیٰ ہذا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نصاریٰ خدا کو بھی مانتے تھے اور خدا کے رسول حضرت عیسیٰ کو بھی مانتے تھے مگر خدا کے ایک حکم کو نہ مانتے تھے یعنی یہ کہ مسیح کے ابن اللہ ہونے پر اصرار کرتے تھے تو کیا وہ بھی فرع کے کافر تھے؟ اور جس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت بھی لوگوں نے خدا کے صرف ایک حکم کو نہیں مانا، یعنی خدا نے کہا تھا کہ یہ ہمارے رسول ہیں تم ان کو مانو مگر انھوں نے اس حکم کو نہ مانا تو کیا وہ کافر فرعی تھے پس یہ اصول ہی غلط ہے کہ خدا کے ایک حکم کا انکار کفر اصلی نہیں بلکہ فرعی ہے۔ پھر جب کہ مسیح موعود کے ماننے کے متعلق خدا نے بھی تاکید فرمائی اور رسول نے بھی اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے تو مسیح موعود کا منکر خدا کا بھی مکذب ہوا اور رسول کا بھی اور پہلے نبیوں کا بھی تو جو شخص خدا کی بھی تکذیب کرے اور رسول کی بھی اور پہلے نبیوں کی بھی، اس کو کوئی شخص مسلمان کہہ سکتا ہے؟ بجز اس کے جو ایمان اور اسلام کے معنی بھی نہ جانتا ہو، پس اگر مرزا کا وہی مطلب ہو (گو واقعہ یہ نہیں ہے) تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا خود مومن نہیں تھا جو خدا اور رسول اور انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کو مومن بتلاتا ہے پس یہ تحریف محمد علی کے لئے بجائے مفید ہونے کے الٹی مضر ہوگئی۔

وجہ سوم: مرزا نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے:

> ”بہر حال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے، اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں............ وہ لوگ جو میری دعوت کو رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صحیحہ کو چھوڑتے ہیں وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں ان کو راست باز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے“۔

اس مضمون کو بھی محمد علی نے اپنی کتاب ''ردتکفیر'' میں نقل کیا ہے یہ خط بھی صفائی کے ساتھ بتلا رہا ہے کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہتا ہے مگر محمد علی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہاں نفی کمال اسلام مراد ہے نہ کہ نفی اصل اسلام، مگر یہ تاویل بھی غلط ہے کیونکہ خواہ مخواہ تاویل کرنا تحریف میں داخل ہے اور تاویل کی کوئی وجہ نہیں۔

علیک سلیک، نماز جنازہ اور شادی کی ممانعت کیوں؟

وجہ چہارم:

مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت کی۔ یہ عین دلیل ہے اس بات کی کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر حقیقی جانتا تھا۔ چنانچہ محمد علی نے اپنے رسالہ ''ردتکفیر'' میں لکھا ہے:

''عملی رنگ میں السلام علیکم، نماز جنازہ، اور تعلقات نکاح بڑا بھاری ثبوت اس بات کا ہیں کہ ایک شخص کو ہم مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں، غیر مسلموں کو ہم السلام علیکم نہیں کہتے، ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے، ان کو اپنی لڑکیاں بیاہ کر نہیں دیتے''۔

اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کے لئے نماز جنازہ کی ممانعت کی، محمد علی نے اپنے رسالہ ''ردتکفیر'' میں مرزا کا ایک فتویٰ ۱۸/اپریل ۱۹۰۲ء کا ان الفاظ سے نقل کیا ہے:

''اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں برا کہتا تھا اور برا سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے بلکہ جنازہ کا امام تم میں سے ہو، ورنہ کوئی ضرورت نہیں، متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے کیونکہ علام الغیوب خدا کی ہی ذات ہے''۔

اور محمد علی نے ۱۲/مئی ۱۹۰۷ء کا ایک فتوی نقل کیا ہے جس کے یہ الفاظ ہیں:

''جو مخالف برا نہ بولتا ہو اس کا جنازہ جائز ہے مگر امام بہر حال احمدی ہو، خواہ وہ چاہیں تو الگ پڑھ لیں بے نماز کا جنازہ جائز ہے۔ مگر بد بولنے والا اور کفر کے کلمات

کہنے والا نہ ہو"۔

قابل توجہ چند امور:

ان فتاویٰ سے چند باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ مرزا اپنے برا کہنے والوں کو خواہ وہ مکفر ہوں یا مکذب ومفسق، علی ہذا برا سمجھنے والوں کو خواہ وہ زبان سے کچھ کہیں یا نہ کہیں کافر اور خارج اسلام جانتا ہے کیونکہ وہ ان کے جنازہ کی نماز ناجائز قرار دیتا ہے۔ جو کہ محمد علی کے اقرار سے کافر کی خصوصیات میں سے ہے دوسرے یہ کہ بے نمازی کی نماز مرزا کے نزدیک بھی جائز ہے حالانکہ حدیث میں ترک صلوۃ پر کفر کا اطلاق آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا اپنے برا کہنے اور برا سمجھنے والوں کو ایسا کافر نہیں کہتا جیسا کہ تارک صلوۃ وغیرہ کو کہا جا سکتا ہے بلکہ وہ ان کو کافر بمعنی خارج از اسلام کہتا ہے۔

تیسرے یہ کہ مرزا ان لوگوں پر نماز کو جائز رکھتا ہے جو درمیانی حالت میں اور خاموش ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی خاموشی کی وجہ معلوم نہیں کہ وہ کیوں خاموش ہے آیا دل اور زبان سے وہ مرزا کی تصدیق کرتا ہے اور کسی خوف سے اس کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ یا وہ تکذیب کرتا ہے۔ اور اظہار کو ضروری نہیں سمجھتا۔ یا اس پر حجت تمام نہیں ہوئی خواہ اس وجہ سے کہ اسے ابھی مرزا کے دعوی کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ یا خبر ہوئی مگر اس دعوی کے دلائل اُس تک نہیں پہنچے، پس ان وجوہ سے مرزا نے اس کے کفر کا قطعی طور پر حکم نہیں کیا اور اس کی نماز کو جائز کہا۔ اور اس کی واقعی حالت کو علام الغیوب کے سپرد کیا۔ الغرض ان فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیتا ہے۔

وجہ پنجم : مرزا نے اپنی جماعت کے سوا دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز کو ناجائز قرار دیا، اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتا کیونکہ حدیث میں صلوا خلف کل بر و فاجر منصوص ہے۔ اس کا ثبوت ایک تو فتاوی مذکورہ سے ہوتا ہے کہ ان میں جنازہ کے لئے احمدی کا امام ہونا شرط کیا ہے۔

اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مرزا نے اپنی کتاب اربعین ۳ ص: ۲۹ پر اپنے الہام تبت[۱] یدا ابی لھب و تب کی شرح میں بطور حاشیہ کے لکھا ہے:

''اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو''۔

﴿اربعین ۳/ ۱۷/۴۱۷ در حاشیہ خ:۱۷﴾

اس مضمون سے چند باتیں معلوم ہوئیں، اول یہ کہ یہ متردد بھی مکذب کے حکم میں ہے دوم یہ کہ حق تعالیٰ نے مرزا کے مکفر اور مکذب اور متردد سب کو ابولہب اور ہلاک شدہ قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کسی مسلمان کو ابولہب اور ہلاک شدہ اور مردہ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے یہ لوگ حقیقۃً کافر اور خارج از اسلام ہوئے۔ متردد کے متعلق محمد علی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو تکفیر اور تکذیب میں متردد ہو نہ کہ قبول دعویٰ میں متردد ہو لیکن محمد علی کے اس

---

[۱] مسلمانو! یہ قرآن کی آیت ہے جو ابولہب مشہور کافر کے بارہ میں نازل ہوئی ہے لیکن مرزا اس کو اپنی وحی بتاتا ہے اور اس کی وہ شرح کرتا ہے جو آپ کے سامنے ہے اب میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم کوئی قرآن مترجم لے کر اس کے معنی دیکھو اور بتلاؤ کہ کیا ان کا وہی مطلب ہے جو مرزا نے لکھا ہے۔ ترجمہ کو بھی جانے دو، تم تمام ملک عرب میں اس آیت کو لے کر پھر جاؤ اور تمام اہل زبان سے تحقیق کرو کہ اس عربی عبارت کا وہی مطلب ہے کہ جو غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے، وہ ہلاک شدہ قوم اور مردود ہیں اور ان کے پیچھے قادیانیوں کی نماز جائز نہیں۔ تم کو تمام ملک میں ایک فرد بھی نہ ملے گا جو اس مطلب کی تصدیق کرے گا تو کیا تم کہہ سکتے ہو کہ یہود اس سے بڑھ کر تحریف کر سکتے ہیں۔

اور اگر ہم یوں کہیں کہ خدا نے مرزا کو ابولہب کہا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ غارت ہو تو یہ مرزا کس قدر خدا پر افتراء کرتا ہے تو کوئی مرزائی ہے جو ہمارے مطلب کو کسی دلیل سے رد کر سکے، میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے۔ مصنفؒ۔

دعویٰ کی تردید یوں ہوتی ہے کہ مرزا نے اپنے بیان میں اپنے دعویٰ کے قبول نہ کرنے کو تکذیب کا مرادف قرار دیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اسی لئے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے پس قبول دعویٰ میں تردد تکذیب میں تردد کے مرادف ہوگا۔ اور معنی یہ ہوں گے کہ جو مرزا کے دعویٰ کے قبول میں متردد ہے وہ اسی لئے متردد ہے کہ اس کو مرزا کے صدق وکذب میں تردد ہے پس اسی بناء پر متردد فی قبول الدعویٰ اور متردد فی التکذیب دونوں ایک ہی ہوئے اس لئے محمد علی کی یہ تاویل غلط ہوگئی۔

مسٹر محمد علی لاہوری کی تاویل:

اس مقام پر محمد علی نے یہ شبہہ کیا ہے کہ اربعین تریاق القلوب سے پیشتر کی تصنیف ہے اور مرزا نے تریاق القلوب میں تصریح کی ہے کہ کوئی شخص میرے دعوے کے انکار سے کافر نہیں ہوسکتا اس لئے اس عبارت کا یہ محمل نہیں ہوسکتا کہ مرزا نے ان لوگوں کو اپنے نہ ماننے کی وجہ سے کافر کہا لیکن اس کے دو جواب ہیں۔

تاویل کے دو جواب:

اول: یہ کہ مرزا اپنے الہام کی شرح کر رہا ہے اور یہ واقعہ مسلم ہے کہ مرزا برسوں اپنے الہاموں کا مطلب نہیں سمجھتا تھا۔ ﴿حقیقۃ الوحی خ ۲۲ ص: ۱۵۳﴾

چنانچہ اس کی تفصیل الہام کی بحث میں انشاء اللہ مفصل طور پر آئے گی۔ اس لئے ممکن ہے کہ مرزا نے تریاق القلوب کی تصنیف تک اُس کا مطلب پورے طور پر نہ سمجھا ہو، اس لئے تریاق القلوب کی عبارت ہمارے لئے مضر نہیں۔

دوم: دوسرا جواب یہ ہے کہ تریاق القلوب کا مضمون مرزا نے محض بناوٹ کے طور پر لکھا ہے اس لئے وہ قابل اعتبار نہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور کے دربار میں مرزا کی طلبی:

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے مولوی محمد

حسین بٹالوی اور مرزا کو اپنے حکم ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء کے ذریعہ سے طلب کر کے دونوں سے دستخط کرائے کہ وہ آئندہ ایک دوسرے کو کافر اور کاذب نہیں کہیں گے یہ تو واقعہ تھا۔اس سے مرزا نے مولوی محمد حسین کے فتوؤں کا جھوٹا ہونا اور ان کی ذلت ثابت کرنی چاہی،اور کہا کہ:

''اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے طیار کیا تھا۔اگر وہ اس فتوی دینے میں راستی پر ہوتا۔تو اس کو حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہئے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے۔اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں.......... بالخصوص جس حالت میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتوؤں کو برباد کرلیا اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا''۔

﴿تریاق القلوب خ ۱۵/۴۳۲﴾

پس جب کہ مرزا نے مولوی محمد حسین پر یہ الزامات عائد کئے تو اب مرزا کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی سمجھ لے کہ مرزا نے سخت بد دیانتی کی کہ جس جرم میں مرزا خود شریک ہے۔ اُسی جرم کو وہ اپنے مخالف کے لئے موجب ذلت وغیرہ ٹھہرایا ہے اگر یہ ذلت ہے تو دونوں کے لئے۔اور اگر مولوی محمد حسین نے اپنی عمارت اپنے ہاتھوں سے گرائی تو مرزا نے بھی اپنی عمارت اپنے ہاتھوں سے گرائی۔اس لئے وہ بات بنانا چاہتا ہے اور کہتا ہے:

''ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں۔کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا''۔ ﴿خ ۱۵/۴۳۲﴾

اور اس نے نیچے مزید تشریح کے لے یہ حاشیہ دیا ہے:

''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف

ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"۔ ﴿خ ۴۳۲/۱۵ درحاشیہ﴾

اس واقعہ کو دیکھ کر کوئی شخص ایمان اور انصاف سے بتلائے کہ آیا اس سے مرزا کا اپنی خفت مٹانا اور ذلت کو دور کرنے کی کوشش کرنا مقصود ہے یا اظہار حقیقت۔ پس ہر منصف مزاج اور ذی رائے یہی کہے گا کہ یہ محض اپنی ذلت کو چھپانے کی کوشش ہے نہ کہ اپنے صحیح اعتقاد کا اظہار اور یہ پیش بندی محض اس لئے ہے کہ کہیں مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض نہ چھپ جائے، کہ یہ کیسے نبی تھے جو ایک مجسٹریٹ سے ڈر گئے اور جو اس نے چاہا لکھوالیا، اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرزا نے اس واقعہ میں کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

اول یہ کہ مجسٹریٹ نے دونوں کو ایک جاسہ میں اس مضمون پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کیا اس لئے دونوں کے دستخط ساتھ ساتھ سمجھے جائیں گے اور مرزا کا بیان اس وقت صحیح ہوسکتا ہے جب کہ مولوی محمد حسین نے پہلے اقرار کیا ہو اور مرزا نے اس کے جواب میں بعد کو ایسا لکھا ہو حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

دوم یہ کہ محمد حسین نے یہ اقرار نہیں کیا کہ میں نے جو کچھ مرزا کے متعلق اس سے پیشتر لکھا ہے اب میں اُس سے رجوع کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ میں نے سب کچھ غلط لکھا تھا بلکہ وہ اپنے سابقہ فتوؤں اور اپنی سابقہ تحریرات پر حق تعالیٰ کے فضل و کرم سے آخر دم تک قائم رہا۔ اس لئے مرزا کو اس وقت حاکم سے یہ کہنا چاہئے تھا کہ محمد حسین صرف آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہے کہ میں اسے کافر اور دجال اور کذاب نہ کہوں گا لیکن وہ اپنی تحریرات سابقہ سے توبہ نہیں کرتا، پس جب تک یہ اپنی پہلی تحریرات سے رجوع نہ کرے اس وقت تک میں اسے ضرور کافر اور دجال کہوں گا۔ لیکن مرزا نے ایسا نہیں کیا اور چپکے سے حاکم کے خوف سے دستخط کردیئے اور اپنے مسلمہ اصول کی بنا پر اپنے کو ذلیل اور جھوٹا ثابت کیا۔ کیونکہ جو الزام اس نے مولوی محمد حسین پر عائد کیا تھا اب وہ بالکل مرزا پر الٹ گیا۔

سوم یہ کہ مرزا جانتا تھا کہ محمد حسین نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض حاکم کے دباؤ سے لکھا ہے ورنہ اس کے عقیدہ میں بال برابر فرق نہیں آیا، اور وہ اس معاہدہ کی اسی حد تک پابندی کرے گا جہاں تک کہ قانوناً اس پر الزام نہ آئے، اس لئے مرزا کو کب جائز تھا کہ وہ محمد حسین کے کفر اور دجل اور کذب سے انکار کرے اور اگر مرزا یہ کہے کہ یہ میں نے صرف ضابطہ کی کارروائی کی تھی اور اس سے میں نے محمد حسین کو مسلمان نہیں سمجھا تو ان سے پوچھا جائے گا کہ جب محمد حسین بیچارے نے بھی وہی کیا تھا جو آپ نے کیا تو پھر اس پر الزام کیوں ہے۔ اور کیوں کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے فتووں کو رد کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ اب تو آپ محمد حسین کے برابر کے شریک ہیں۔ الغرض مرزا کا مولوی محمد حسین پر یہ محض غلط الزام ہے۔ اور جو الزام مولوی محمد حسین پر عائد کیا جاتا ہے وہ خود مرزا پر عائد ہوتا ہے۔

چہارم یہ کہ مرزا نے لکھا ہے کہ اس دستخط سے اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا، اب مرزا سے کوئی پوچھے کہ تھوڑی دیر کے لئے ہم مانتے ہیں کہ آپ کا ابتدا سے یہی مذہب ہے کہ آپ کے دعوی کے انکار سے کوئی کافر یا دجال نہیں ہوسکتا لیکن کیا آپ کا ابتداء سے یہی مذہب ہے کہ ایک شخص جو برسوں آپ کو کافر، کاذب، دجال کہہ چکا ہو اور دنیا میں تشہیر کر چکا ہو اور اب تک بھی ہر طرح آپ کی تذلیل اور توہین پر آمادہ ہو لیکن وہ صرف حاکم کے حکم کی تعمیل کے لئے اس مضمون پر دستخط کر دے کہ میں آئندہ دجال اور کذاب اور کافر نہ کہوں گا اور نہ اس نے اپنی پہلی تکفیر و تکذیب و توہین و تحقیر وغیرہ سے توبہ کی ہو اور نہ آئندہ وہ اس حد تک جہاں تک اس کو قانون اجازت دے ان باتوں میں کمی کرے اور ہمیشہ آپ کی دوکان کی رونق گھٹانے میں اور آپ کی تلبیسات کے قلع قمع میں مصروف رہے۔ وہ صرف حاکم کے حکم کی تعمیل میں ایسا اقرار کر لینے سے مسلمان ہوسکتا ہے اور کافر اور دجال اور کذاب نہیں ہے۔ اگر ہے تو اپنی کسی تحریر میں دکھلایئے؟ اور اگر نہیں ہے تو آپ کو آپ کے اس مذہب سے کیا فائدہ ہوا؟ اور اس مذہب نے آپ کو ذلت اور الزام سے کیسے بچالیا؟

خودساختہ اصول:

پنجم یہ کہ مرزا نے لکھا ہے کہ اپنے منکروں کو کافر کہنے کا حق صرف صاحب الشریعۃ انبیاء کو ہے جو خدا کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں اس میں مرزا نے اپنے دعویٰ نبوت کی حفاظت کی ہے کیونکہ جب مرزا کو بمجبوری اوپر یہ کہنا پڑا کہ میرے دعوی کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا تو اب ان کو یہ فکر ہوئی کہ دعویٰ نبوت ہاتھ سے جاتا ہے اس لئے انھوں نے جملہ اہل اسلام کے خلاف ایک اصول گھڑا یعنی یہ کہ جو نبی صاحب شریعت ہیں اور کسی دوسرے نبی کے ماتحت نہیں ان کے دعوی کا انکار کرنے والا کافر ہے اور جو نبی مستقل شریعت نہیں رکھتے بلکہ وہ دوسرے نبی کے ماتحت ہوتے ہیں ان کے دعوے کا انکار کفر نہیں مگر اول تو یہ اصول محض اختراعی ہے اور ایک وقتی ضرورت کے لئے گھڑا گیا ہے۔[1] لیکن اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی ہمارا مقصود حاصل ہے کیونکہ جو لوگ ہمارے مقابلہ میں مرزا کے دعویٰ نبوت کے انکار پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ مرزا اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والوں کو مسلمان کہتا ہے پس اگر وہ درحقیقت مدعی نبوت ہوتا تو ان کو مسلمان کیونکر کہتا۔ ہم ان کا منہ مرزا کے اس اصول اختراعی سے بند کرسکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کے اختراعی اصول پر ہر نبی کا منکر کافر نہیں بلکہ صرف صاحب شریعت نبی کا منکر کافر ہے اور مرزا اپنے کو نبی تابع کہتا ہے۔ نہ کہ نبی مستقل۔ پس جواب ساقط ہے اس جگہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ آخر انبیاء کے دعویٰ کو تسلیم نہ کرنے والا کیوں کافر ہے اس کی وجہ بھی تو یہی ہے کہ وہ انبیاء کو مفتری کہتا ہے کذاب کہتا ہے

---

[1] کیونکہ قرآن نے بلا استثناء جملہ انبیاء کی نبوت پر ایمان لانا لازم قرار دیا ہے اس میں صاحب شریعت و غیر صاحب شریعت کی کوئی قید نہیں ہے چنانچہ آیت شریفہ لا نفرق بین احد من رسلہ اس پر نص کی حیثیت رکھتی ہے ورنہ حضرت ہارونؑ وحضرت یحییٰؑ کی نبوتوں کے انکار سے کسی کو کافر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ حضرات غیر صاحب شریعت نبی تھے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا یہ اصول فرسودہ ہے۔
دوسرے یہ کہ مرزا، صاحب شریعت جدیدہ نبی ہونے کا مدعی ہے۔ ملاحظہ ہو اربعین ص: ۴۳۵ خ: ۱۷۔ لہٰذا مرزا اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ (محمد راشد)

اس کے علاوہ اور کوئی وجہ کفر کی نہیں۔ اور مرزا کو مفتری اور کذاب کہنے والا ہی کافر ہے پھر مرزا میں اور انبیاء میں کیا فرق رہا؟ اور مرزا کا یہ بیان کیونکر صحیح ہے کہ نبی صاحب شریعت کے دعوے کا انکار کرنے والا کافر ہے اور میرے دعوے کا انکار کرنے والا کافر نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر کوئی انبیاء کی دل سے اور زبان سے تصدیق کرنے کے باوجود ان کی اطاعت سے انکار کرے تو وہ کافر نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ دعوی کا انکار نہیں بلکہ اطاعت کا انکار ہے اور اس کو مرزا کہتا ہے کہ میرے دعوے کا منکر کافر نہیں پس یہ اس کے کلام کی توجیہ نہ ہوئی بلکہ ایک علیحدہ اور تراشیدہ مضمون ہوا۔ دوسرے یہ دیکھنا چاہئے کہ آخر انبیاء کی اطاعت سے انکار کرنے والا کیوں کافر ہوتا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ وہ خدا کے فرمان کا منکر ہے اور مرزا کی اطاعت سے انکار کرنے والا بھی خدا کے فرمان کا منکر ہے پھر وجہ فرق کیا ہے؟

تیسرے یہ محض ایک فرضی صورت ہے جس کا مصداق دنیا میں شاید ایک بھی نہ ملے کیونکہ جو شخص دل سے اور زبان سے ہر طرح سے خدا کے رسول کی تصدیق کرے گا وہ کبھی قبول اطاعت سے انحراف نہ کرے گا انحراف وہی کرتا ہے جو تصدیق نہیں کرتا۔

الحاصل تریاق القلوب کا مضمون کسی پہلو سے صحیح نہیں اور نہ وہ مرزا کا اعتقاد ہے بلکہ وہ محض ایک وقتی ضرورت کی بنا پر لکھا گیا ہے اس لئے وہ اس کی دوسری تصریحات کے مقابلہ میں مردود ہوگا اور بصورت مردود نہ ہونے کے ہمارے لئے مضر نہیں بلکہ مفید ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس اس تمام تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہتا ہے اور یہ شان[1] نبی کی ہے اس لئے وہ مدعی نبوت ہے۔

محمد علی کی تصریح پر چند اعتراضات:

اس مقام پر ہم اس مضمون پر ذرا مفصل بحث کرنا چاہتے ہیں جو محمد علی نے لکھا ہے کہ

---

[1] اور نبی بھی وہ جو خدا کے پاس سے احکام جدیدہ لاتا ہے جیسا کہ تریاق القلوب کے حاشیہ کی عبارت سے ظاہر ہے پس یہ دعویٰ نبوت تشریعیہ ہوا۔ (مصنفؒ)

مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر فرعی کہتا ہے نہ کہ اصلی، اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ مضمون پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا کے کلام کی یہ تاویل غلط ہے اور مرزا بیچارے کو کفر فرعی کی خبر بھی نہیں لیکن اگر اس تاویل کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے ہمارے مدعا پر تو کوئی زد نہیں پڑتی، کیونکہ تریاق القلوب کے بیان سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا کا مسلمانوں کو کافر نہ کہنا اس کے دعویٰ نبوت کے منافی نہیں ہاں خود محمد علی اور مرزا پر اس وقت یہ اعتراضات وارد ہوں گے۔

۱- یہاں محمد علی نے کفر فرعی کے معنی کفر لغوی یعنی انکار بتلائے ہیں اور اس بناء پر لازم ہے کہ خود مرزا اور اس کی جماعت کو کافر کہنا صحیح ہو کیونکہ وہ ہزاروں باتوں کے منکر ہیں مثلاً وہ نزول مسیح کے منکر ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے منکر ہیں تعدد الٰہہ کے منکر ہیں، شیطان کے منکر ہیں، بتوں کے منکر ہیں، مسیح کی الوہیت کے منکر ہیں، غرضیکہ وہ لاکھوں باتوں کے منکر ہیں اور لغوی معنی میں کسی خاص امر کی قید نہیں اس لئے وہ کافر ہوئے پس کیا وہ اس کو جائز رکھتے ہیں کہ لوگ ان کو کافر کہیں اور منکر مراد لیں؟ پس جب کہ وہ اس کو جائز نہیں رکھتے تو دوسرے مسلمانوں کے لئے وہ اس لفظ کو کیوں استعمال کرتے ہیں جس کے استعمال کو وہ اپنے لئے جائز نہیں رکھتے؟

۲- اگر کفر فرعی کی بناء پر کسی مسلمان کو کافر کہنا جائز ہو تو لازم آئے گا کہ صحابہ کی تکفیر جائز ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے "سباب المومن فسوق و قتاله کفر" اور یہاں کفر سے بتصریح محمد علی کفر فرعی مراد ہے تو لازم آیا کہ صحابہ جو آپس میں لڑے نعوذ باللہ سب کافر ہوں۔

اسی طرح حدیث میں آیا ہے من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر، اس سے لازم آیا جتنے بے نمازی ہیں سب کافر ہوں اسی طرح تمام فرق اسلامیہ جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں سب کافر ہوں کیونکہ مرزا اور اس کی جماعت کو مسلم ہے کہ جو مسلمان کی تکفیر کرے وہ کافر ہے۔

الحاصل اگر کفر فرعی کی بنا پر کسی مسلمان کی تکفیر جائز ہو تو صحابہ بھی تکفیر سے نہ بچیں گے اور مسلمان تو درکنار، اس لئے مرزا کی تکفیر دوسرے مسلمانوں کی تکفیر سے بڑھ کر ہوگی۔ کیونکہ وہ تو خاص خاص فرقوں کو کافر کہتے ہیں اور مرزا صحابہ تک کو نعوذ باللہ کافر کہتا ہے اور اس

کے حربہ سے کوئی ایک مسلمان بھی نہیں بچتا۔
۳- تکفیر فرعی کو رواج دینے میں وہ مصلحت فوت ہوتی ہے جو شارع علیہ السلام نے سد باب تکفیر میں ملحوظ رکھی تھی کیونکہ جب ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر تکفیر کی جائے گی اور مسلمانوں کے جنازوں کی نمازیں نہ پڑھی جائیں گی ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کیا جائے گا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ تباغض ہوگا اور اسلامی شیرازہ درہم برہم ہو جائے گا پس مرزا نے تکفیر فرعی کو رواج دے کر ان مولویوں سے بڑھ کر جرم کا ارتکاب کیا جو اپنے نزدیک کسی کو منکر اصل دین سمجھ کر اس کو کافر کہتے ہیں پس اگر مرزا درحقیقت مجدد ہوتا اور وہ خدا کی طرف سے اصلاح مسلمین کے لئے مامور ہوتا تو جب وہ جانتا تھا کہ میرا منکر کافر نہیں اور میرے مکفر و مکذب ایک فرع کے کافر یعنی منکر ہیں اور اسلام سے خارج نہیں تو اس کا فرض تھا کہ خواہ کوئی اس کو کافر کہے یا دجال یا کذاب، وہ ان کو کافر اور دجال اور کذاب نہ کہتا بلکہ ان کو مسلمان اور اپنا بھائی کہتا اور نرمی اور ملاطفت کے ساتھ تکفیر مسلم کے دروازہ کو بند کرتا جس سے شریعت کا مقصود حاصل ہوتا مگر وہ تو تکفیر میں عام مولویوں سے بھی بڑھ گیا اور اس نے باب تکفیر کو اتنا وسیع کیا کہ صحابہ بھی اس سے نہ بچے، تو پھر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ وہ مجدد تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے یہ بھی قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک دنیا دار تھا اور اس نے اپنے مخالفین کی تکفیر انتقامی حیثیت سے کی ہے اور حدیث کو آڑ بنا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور خدا پر ایک زبردست اعتراض یہ قائم کیا ہے کہ انھوں نے ذرا ذرا سی باتوں پر تکفیر مسلم کا حکم دیا جس سے بجائے سد باب کے تکفیر کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں آج تک کسی نے اس حدیث کے یہ معنی نہیں سمجھے کہ مکفر مسلم کی تکفیر کی جائے۔ چنانچہ ہزاروں علماء و صلحاء پر لوگوں نے اجتہادی غلطی سے یا عناداً کفر کے فتوےٰ لگائے مگر کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کہ اس نے میری تکفیر اور تکذیب کی اس لئے یہ کافر ہو گیا اب نہ اس کے جنازہ کی نماز جائز ہے اور نہ اس کے پیچھے نماز جائز ہے جیسا کہ مرزا کہتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا دین کو اس کی پہلی صورت پر نہیں لانا چاہتا بلکہ اس کو ایک نئی صورت پہنا کر ایک نیا دین[1] قائم کرنا چاہتا ہے۔ ذرا غور تو کرو اگر

---

[1] یہی وجہ ہے کہ خلیفۂ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے بڑی وضاحت کے ساتھ ایک خطبہ جمعہ میں اس =

کوئی تمام مؤمنین کو خواہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء کافر کہے اور اس کی تاویل کرے کہ قرآن میں ''ومن یکفر بالطاغوت'' وارد ہوا ہے اور یہ لوگ سب منکر طاغوت ہیں اس لئے ان کو کافر بالمعنی اللغوی کہا جاتا ہے تو کیا کوئی مسلمان یا اسلام جیسے مرزائی وغیرہ اس کو جائز رکھے گا ؟ ہرگز نہیں تو پھر مرزا کا اپنے منکرین کو بالمعنی اللغوی کافر کہنا کیونکر جائز ہوگا؟ یہ کھلی دلیل ہے اس تاویل کے غلط ہونے کی اب ہم اس بحث کو ختم کر کے دوسرے دلائل بیان کرتے ہیں جس سے مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہوتا ہے۔

نویں دلیل:

مرزا کے پیروؤں کا بڑا گروہ مرزا پر شہادت دیتا ہے کہ مرزا نے ضرور نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہم مرزا کے مقابلہ میں ان لوگوں کی شہادتوں کو قبول نہ کریں، بالخصوص جب کہ ثبوت نہایت زوردار اور صفائی نہایت کمزور ہے ثبوت کی تفصیل آپ پڑھ چکے۔

محمد علی کی صفائی:

اب ذرا کسی قدر صفائی کی تفصیل سن لو! محمد علی نے اپنے خط میں مرزا کی بریت کے لئے اس کی مذکورہ ذیل عبارتوں کو پیش کیا ہے۔

صفائی نمبر (۱)

مرزا نے حقیقت الوحی میں ظلی نبوت کے معنی بیان کئے ہیں۔

''محض فیض محمدؐ سے وحی پانا۔'' ﴿حقیقۃ الوحی در خ ۲۲ ص:۳۰﴾

صفائی کی تردید:

لیکن یہ معنی دعویٰ نبوت کی نفی نہیں کرتے کیونکہ وحی پانے سے مراد ہے نبوت پانا

=حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے: ''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے''۔

﴿خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار ''الفضل'' مؤرخہ ۳ رجولائی ۱۹۳۱ء﴾۔ (محمد راشد)

پس اس کے معنی یہ ہوئے کہ ظلی نبی اسے کہتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے نبی بنا ہو۔ لہٰذا یہ عبارت مرزا کی صفائی نہیں کر سکتی۔

صفائی نمبر (۲)

مجازی نبوت کی تشریح آپ نے ازالۃ الاوہام میں کی ہے جہاں اسے محدث کے ہم معنی قرار دیا ہے:

سوال: رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اما الجواب: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے، تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا؟۔

﴿ازالۃ الاوہام، حصہ اول در خ ۳ ص: ۳۲۰ و ۳۲۱﴾

صفائی کی تردید:

مگر یہ مرزا کا مغالطہ ہے۔ مرزا کی عادت ہے کہ جب وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے نبوت کے دعویٰ سے انکار کرتا ہے تو اس سے مراد اس کی نبی متبوع و صاحب شریعت مستقلہ ہوتی ہے اور محدثیت سے اس کی مراد نبوت غیر مستقلہ ہوتی ہے پس اس کا حاصل یہ ہوا کہ میں نے نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ نبوت غیر مستقلہ کا دعویٰ کیا ہے اس لئے یہ صفائی بھی مرزا کے لئے مفید نہیں۔

صفائی نمبر (۳)

مرزا نے بار بار اپنی آخری کتابوں میں لکھا ہے کہ:

”مجھے صرف نبی کہنا جائز نہیں کیونکہ اس میں نبوتِ محمدیہ کی ہتک ہے“۔

صفائی نمبر (۳) کی تردید:

مگر یہ مضمون بھی مرزا کی بریت نہیں کرسکتا کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اپنے کو صرف نبی کہنے سے اس لئے ممانعت کرتا ہے کہ اس سے نبوت مستقلہ کا ایہام ہوتا ہے ایسا نہ ہو کوئی یہ سمجھے کہ مرزا شریعت محمدیہ کا ناسخ ہے اور اس میں توہین ہے نبوت محمدیہ کی، پس اس میں نبوت کا انکار نہیں بلکہ ایہام دعویٰ نبوت مستقلہ سے گریز ہے اگر وہ منکر نبوت ہوتا تو اسے یوں کہنا چاہیئے تھا کہ مجھے نبی کہنا جائز نہیں۔ کیونکہ میں نبی نہیں ہوں نہ نبی تابع نہ نبی مستقل۔

صفائی نمبر (۴)

مرزا نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے:

''ہاں میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو''۔

﴿حقیقۃ الوحی در خ:۲۲ص:۱۵۹﴾

صفائی نمبر (۴) کی تردید

لیکن یہ عبارت بھی مرزا کی صفائی پیش نہیں کرتی کیونکہ اس میں بھی نبوت مستقلہ کا انکار ہے اور نبوت ماتحت کا اثبات۔ اور مطلب یہ ہے کہ میں مستقل نبی نہیں ہوں کسی دوسرے نبی کی شریعت کا اتباع لازم نہیں ہوتا، بلکہ میں ایک پہلو سے نبی ہوں۔ کیونکہ میرے لئے منصب نبوت حاصل ہے اور اس پہلو سے میں امتی نہیں اور ایک پہلو سے امتی ہوں کہ مجھ پر دوسرے نبی کی شریعت کا اتباع لازم ہے اس لئے میں مستقل نبی نہیں بلکہ نبی متبع ہوں جیسے انبیاء نبی اسرائیل تھے، جن پر توریت کی پابندی لازم تھی پس یہ دعویٰ نبوت ہے نہ کہ انکار نبوت۔

صفائی نمبر (۵)

مرزا نے الوصیت میں لکھا ہے:

''مگر اس کا (حضرت نبی کریمؐ کا، ناقل) کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت

کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے"

﴿الوصیت :ص:۱۱، درخ:۲۰ص ۳۱۱،﴾

صفائی نمبر(۵) کی تردید:

لیکن یہ عبارت بھی انکار نبوت کی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نبی کہلانے کا اس کو حق ہے جو کسی نبی کا کامل پیرو نہ ہو، اور جو کسی نبی کا کامل پیرو ہو وہ صرف نبی کہلانے کا مستحق نہیں اس لئے اس کا بھی حاصل یہی ہوا کہ مرزا نبی متبع ہے نہ کہ نبی مستقل۔

صفائی نمبر(٦)

مرزا نے ازالۃ الاوہام میں امتی نبی کی یوں تشریح کی ہے:

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہوجانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے "وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ"[1] یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو ہاں محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی، امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے، اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا ہے"۔

﴿ازالۃ الاوہام حصہ دوم ص:۷۴۰ خ:۳﴾

---

[1] مرزا نے اس آیت کے معنی میں تحریف کی ہے کیونکہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے اس لئے ان کو نبی اور رسول نہ ہونا چاہئے۔ حالانکہ مرزا بھی ان کی نبوت اور رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جس نبی یا رسول کو بھیجا ہے وہ اس لئے کہ جن لوگوں کی طرف وہ بھیجا گیا ہے وہ اس کی اطاعت کریں اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خود کسی کا مطیع نہیں ہوتا ورنہ لازم آئے گا کہ وہ خدا کا بھی مطیع نہ ہو اور کسی شریعت سابقہ کا اتباع خدا ہی کا اتباع ہے۔ (مصنفؒ)

صفائی نمبر (٦) کی تردید:

لیکن یہ عبارت کسی طرح انکار نبوت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ نہایت صفائی سے بتا رہی ہے کہ مرزا ضرور مدعی نبوت ہے کیونکہ اس عبارت سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کے نزدیک نبی مستقل و نبی متبوع نبی کامل ہوتا ہے اور نبی تابع اس کی اصطلاح میں نبی ناقص اور محدث اور نبی امتی کہلاتا ہے۔ اور گو وہ بھی حقیقۃً نبی ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ چونکہ اتباع کی قید لگی ہوتی ہے اس لئے نبی سے گھٹا ہوا ہوتا ہے یعنی اس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی نسبت ہوتی ہے جو کہ انبیاء بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پس یہ ہرگز نبوت کا انکار نہیں بلکہ عین نبوت کا اقرار ہے۔ اصطلاح[1] کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ اور یہی وہ تشریح ہے جس کو ۱۹۱۲ء میں خلیفہ نورالدین کی حیات میں میر قاسم نے سردار بچن سنگھ سرپنچ کے سامنے بیان کی ہے۔ چنانچہ اس نے سردار بچن سنگھ کے سوال کے جواب میں بیان کیا ہے کہ:

> ''انبیاء دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک صاحب شریعت و صاحب امت، دوم جو اسی شریعت اور اسی نبی کے ماتحت ہوں پہلی قسم کی مثال حضرت محمد صاحب نبی اسلام کی ہے اور دوسری قسم کی مثال حضرت یحییٰ۔ مرزا صاحب قسم دوم کے نبی تھے''۔

اور اس پر محمد علی نے اعتراض کیا ہے کہ میر قاسم نے سردار بچن سنگھ کے سامنے یہ بھی بیان کیا ہے کہ:

> ''اول قسم کے انبیاء پورے کمال کو پہنچے ہوئے اور دوم قسم کے اس سے کم درجہ پر ہوتے ہیں جیسا کہ مالک اور نوکر کی حیثیت اور ہمارے عقیدہ میں جتنے نائب خلفاء یا مجددین حضرت محمد صاحب کے بعد ہوئے ہیں وہ سب کے سب قسم دوم

---

[1] چنانچہ مرزا بھی اس کا اقرار کرتا ہے اور نبی اور محدث میں صرف لفظی فرق تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے شہادت القرآن میں لکھا ہے ''صرف اس قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت تائید دین عیسوی کے لئے نبی آتے تھے اور اب محدث آتے ہیں'' ﴿خزائن ٦ ص:٣٥٦﴾ اس عبارت میں مرزا نے نبی اور محدث میں صرف لفظی فرق تسلیم کیا ہے ﴿مرزا نے ''تائید دین موسوی کے بجائے'' ''تائید عیسوی'' لکھ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کی قدسیت نے یہاں اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے﴾۔

کے نبی تھے جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ، میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں''۔

اس کے بعد محمد علی نے لکھا ہے کہ:

''اس بیان سے ظاہر ہے کہ میر قاسم علی حضرت مرزا صاحب کا مرتبہ روحانیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کم مانتا ہے اور آپ کو علماء امت میں سے ایک مان کر انبیاء بنی اسرائیل کے مانند قرار دیتا ہے اور آپ کو کوئی ایسا مرتبہ نہیں دیتا جو دیگر مجددین یا خلفاء رسول کو نہ دیتا ہو، ہاں یہ اس کی حقانیت کی کمی ہے کہ وہ حضرت یحییٰ کو حضرت مرزا صاحب یا اس امت کے مجددین کے ساتھ ایک قرار دیتا ہے''۔

لیکن یہ اعتراض محض لایعنی ہے کیونکہ یہ ضرور ہے کہ اس نے انبیاء تابعین کی روحانیت سے کم قرار دیا ہے، لیکن ایک نبی کی روحانیت کسی دوسرے نبی کی روحانیت سے کم ہونے سے یہ کب لازم ہے کہ وہ کم روحانیت والا نبی ہی نہ رہے؟ دیکھو مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت کو اپنی روحانیت سے کم بتلاتا ہے ﴿خ ۲۲ص:۱۵۷﴾ جس کی تفصیل پیشتر گذر چکی تو کیا اس سے حضرت عیسیٰ نبی نہ رہے اور اس کا مرزا کو علماء امت میں سے ایک مان کر ان کو انبیاء بنی اسرائیل کے مانند قرار دینا سو یہ ہمارے لئے کچھ مضر نہیں کیونکہ میر قاسم علی کے نزدیک علماء کے وہ معنی نہیں ہیں جو آج کل سمجھے جاتے ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ میر قاسم علی کے نزدیک مرزا جی مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی محمد بشیر سہسوانی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ کے قسم کے عالم ہوں بلکہ اس کی مراد علماء سے وہی لوگ ہیں جو امت میں نبی ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں غایت مافی الباب اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس امت میں نبوت کو مرزا کے ساتھ مخصوص نہیں کرتا ہے مگر اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ وہ مرزا کی نبوت کا انکار کرتا ہے۔ رہا اس کو حضرت یحییٰ کے ساتھ تشبیہ دینا سو یہ اس کی حقانیت کی کمی نہیں۔ بلکہ اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا فقیہ مرزائی ہے چنانچہ مرزا نے ''انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا'' سے صرف کاف تشبیہ سے

سلسلہ نبوت موسویہ اور سلسلہ نبوت محمدیہ میں اتحاد ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے لئے مسیح کی ضرورت تھی یونہی شریعت محمدیہ کے لئے بھی ضرورت ہے اور خود محمد علی نے اسی کاف تشبیہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ تمام انبیاء کی وحی ایک قسم کی ہوتی ہے۔ پس اگر میر قاسم علی نے اسی کاف تشبیہ سے علمائے امت یعنی محدثین کو یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء بنی اسرئیل کے ساتھ متحد کر دیا تو یہ اس کی عین فقاہت مرزائی ہے۔ ورنہ خود مرزا اور محمد علی بھی غیر فقیہ ہوں گے۔ یہ عجیب بات ہے کہ مرزا ''کما ارسلنا '' سے ضرورت مسیح ثابت کرے تو غیر فقیہ نہ ہو اور محمد علی ''کما اوحینا'' سے تمام انبیاء کی وحی کا ایک قسم کی ہونا ثابت کرے تو غیر فقیہ ہو اور بیچارہ میر قاسم علی ''کانبیاء بنی اسرائیل '' سے مرزا کا حضرت یحییٰ کی مثل نبی ہونا ثابت کرے تو وہ فقاہت سے گرا دیا جائے آخر یہ کیا انصاف ہے؟

الحاصل میر قاسم علی کا پچھلا بیان اس کے پہلے بیان سے ہرگز مخالف نہیں ہے اور جو اس نے اول میں کہا تھا وہی آخر میں کہا۔ نیز اس جگہ یہ عقیدہ اختراعی نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ اس نے مرزا کی تعلیم سے حاصل کیا ہے پس محمد علی کا اعتراض سراسر لچر ہے، اس جگہ یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ مرزا نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی کے نام پانے کا صرف میں ہی مستحق ہوں اور میرے سوا اس امت میں کوئی اس نام کا مستحق نہیں۔ اور میر قاسم علی اور بھی بہت سے نبی مانتا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حقیقت کا خود مرزا کو عرصہ تک پتہ نہیں چلا اور حقیقت الوحی کے تصنیف کے زمانے میں یہ حقیقت اس پر منکشف ہوئی، پس جب خود مدعی کو اپنے دعوے کی تشریح برسوں نہ معلوم ہوئی تو اگر میر قاسم علی بیچارہ سے یہ حقیقت پوشیدہ رہی ہو، اور اس کو اس جدت کا علم نہ ہوا ہو، اور وہ مرزا کی پہلی تصریحات پر قائم رہا ہو، تو یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں۔ اس لئے یہ اعتراض بھی بیکار ہے۔

صفائی نمبر (۷)

محمد علی نے مرزا کی صفائی میں یہ بات بھی پیش کی ہے کہ خلیفہ نورالدین کی وفات تک مرزائیوں کا یہی عقیدہ رہا کہ مرزا مدعی نبوت نہیں اور اس کے متعلق اس نے نمبر اول پر

سرورشاہ کا قول پیش کیا ہے جو یہ ہے:

"لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا، دوم عالی رتبہ شخص، جس کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابقین مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں"

(بدر مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۱۱ء)

صفائی نمبر (۷) کی تردید

لیکن اس میں مرزا کی نبوت کا اقرار ہے نہ کہ انکار۔ رہی یہ بات کہ اس نے تمام مجددین سابقین کو بھی انبیاء کہا ہے تو یہ مرزا کے عقیدہ کے منافی نہیں۔ کیونکہ خود مرزا بھی تقریباً آخر عمر تک نبوت کو اپنے ساتھ خاص نہ کرتا تھا اور انبیاء پر مجدد کا اطلاق بھی ان کی نبوت کے منافی نہیں، چنانچہ نبی اسرائیل میں انبیاء بھی مجدد ہوتے تھے پس اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سرورشاہ کسی وقت میں بھی مرزا کی نبوت کا منکر تھا اس لئے یہ قول محمد علی کے لئے کچھ مفید نہیں اور اس کا یہ کہنا کہ:

"مولوی شرورشاہ صاحب نے تمام مجددین سابق کو مختلف مدارج کے انبیاء قرار دے کر یہ واضح کردیا کہ جس نبوت کو وہ مسیح موعود میں مانتے ہیں وہ وہی ہے جو محدثین امت میں جاری وساری ہے۔ پس اگر انہوں نے کبھی لفظ نبی کا استعمال کیا تو صرف اس معنی میں، یعنی بمعنیٰ محدثیت اور ایسا ہی اگر کسی دوسرے نے بھی لفظ نبی استعمال کیا تو وہ بھی بمعنی مجدد ہی تھا"۔

اس کے لئے کچھ بھی نافع نہیں کیونکہ سرورشاہ وغیرہ نے باتباع مرزا لفظ نبی کو اگر بمعنی محدث استعمال کیا ہے تو اس سے مرزا کی نبوت کا انکار کیسے لازم آیا؟ کیونکہ آخر محدث کے معنی بھی تو مرزا کی اصطلاح میں نبی حقیقی غیر مستقل کے ہیں ﴿ازالۂ اوہام حصہ دوم درخ ۳ ص: ۴۰۷﴾ پس چاہے نبی کو بمعنی محدث کہو اور چاہے محدث کو بمعنی نبی، دونوں کے ایک ہی

معنی ہیں، بلکہ اس لفظ کے استعمال نے خود محدث کے معنی کی توضیح کردی اور بتلادیا کہ یہ لفظ مطلقاً صاحب الہام کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ بمعنی نبی مستعمل ہوا ہے۔ پس یہ تصریح محمد علی کے لئے مفید نہ ہوئی بلکہ مضر ہی ہوئی، علی ہذا اگر اس نے نبی کو بمعنی مجدد استعمال کیا اور مجدد کے متعلق اس نے تصریح کردی کہ وہ نبی ہوتا ہے تو اس سے محمد علی کو کیا فائدہ ہوا؟ الغرض جس مدعیٰ کو محمد علی سرور شاہ کے بیان سے ثابت کرنا چاہتا تھا وہ ثابت نہ ہوا بلکہ اس کے خلاف ثابت ہوا یعنی کہ سرور شاہ ۱۹۱۱ء میں بھی مرزا کو نبی مانتا تھا۔

صفائی نمبر (۸)

دوسرے نمبر پر مفتی محمد صادق کا یہ قول نقل کیا ہے:

''شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں، نہ نیا، نہ پرانا۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آپ سے فیض حاصل کرکے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے چونکہ مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتا ہے۔ اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خداتعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیشین گوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشین گوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں''۔

(بدر، جلد ۹، نمبر ۵۱و۵۲)

صفائی نمبر (۸) کی تردید:

مگر اس عبارت میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے مرزا کی نبوت کا انکار سمجھا جائے بلکہ اس میں صاف طور پر مرزا کو نبی کہا گیا ہے یہ ضرور ہے کہ اس نے نبی کی تشریح شبلی کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ذرا مبہم اور گول مول الفاظ میں کی، مگر جو الفاظ اس نے استعمال کئے ہیں وہ حقیقی نبی پر صادق آتے ہیں کیونکہ ہم تمام انبیاء کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ ان کو نبی اس لئے کہا

گیا ہے کہ وہ غیب کی خبریں دیتے تھے تو اس سے مرزا کی نبوت کا انکار کیونکہ کر مفہوم ہوا؟ اور یہ جو اس نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا سو اس سے اس کی مراد نبی صاحب شریعت ہے نہ کہ نبی تابع۔ پس یہ بھی محمد علی کے لئے کچھ مفید نہیں۔ اور یہ بات کہ مفتی محمد صادق شبلی کو مغالطہ دینے کے لئے مبہم الفاظ بول رہا ہے اس سے بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس نے یہ کہا ہے کہ:

"ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا"۔

حالانکہ یہ بالکل دھوکا ہے کیونکہ دیگر مسلمان ہمیشہ سے یہ عقیدہ رکھتے چلے آئے ہیں اور اب بھی ان کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ پس اس کے انکار کو مسلمانوں کی طرف نسبت کرنا صریحاً آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے اس سے ان مرزائیوں کا کمال دیدہ دلیری و فریب دہی معلوم ہوتا ہے کہ شبلی جیسے شخص سے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پرانا نبی بھی نہ آئے گا اور دیگر مسلمانوں سے کوئی خاص جماعت مراد ہے تو پھر یہ مستقل دھوکہ ہے کہ اس کا نام نہیں لیا اور گول مول اڑا گئے بہر حال ہمارا مدعیٰ ثابت ہے اس عبارت میں مرزا کی نبوت کا اقرار ہے نہ کہ انکار اور مبہم الفاظ محض فریب کے لئے استعمال کئے گئے ہیں اور یہ کچھ مفتی محمد صادق کی خصوصیت نہیں بلکہ خود امام الزماں اور نبی وقت مرزا بھی ایسا کرتا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ:

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا، نیا ہو یا پرانا ہو"۔

﴿نشان آسمانی در خ ۴ ص: ۳۰﴾

اس عبارت میں مراد صرف نبی مستقل اور صاحب شرع ہے مگر الفاظ ایسے بولے جارہے ہیں جس سے لوگ سمجھیں کہ ہر قسم کے نبی کے آنے کا انکار ہے خواہ مستقل ہو یا غیر مستقل، متبوع ہو یا تابع، اسی طرح مرزا کہتا ہے کہ:

"سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی

نبوت ورسالت کوکاذب اورکافر جانتاہوں‘‘۔ (حقیقۃ النبوۃ ص:۸۹)

اس میں بھی مرادنبوت ورسالت سے نبوت ورسالت مستقلہ ہے۔مگر الفاظ ایسے استعمال کئے جارہے ہیں جن سے لوگ سمجھیں کہ مرزا نبوت ورسالت مستقلہ وغیر مستقلہ، غرض ہرقسم کی نبوت ورسالت کے مدعی کوکافراورکاذب جانتا ہے۔

دوسرا فریب محمد علی کے بیان کی بناپر یہ کہ لوگ کافر کے لفظ سے کافر حقیقی سمجھیں اور محمد علی کے اصول پر مراد ہے کافر فرعی، کیونکہ یہ مدعی نبوت اسلام کا منکرنہیں ہے بلکہ صرف ختم نبوت کا منکر ہےاور خدا کے ایک حکم کا منکر محمد علی کے نزدیک فرع کا کافرنہیں ہے۔نہ کہ اصل کا چنانچہ اس کی تفصیل پیشتر گذرچکی۔

صفائی نمبر(۹) اوراس کی تردید:

تیسرے نمبر پر میر محمد سعید حیدرآبادی کا قول پیش کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا نے نبوت تشریعی کا دعویٰ نہیں کیا جوکہ جامع کمالات وحی اورنبوت تامہ وکاملہ ہے۔ہاں انھوں نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے جوکہ ظلی وجزوی وطفیلی رنگ کی نبوت ہے جوکہ ہر محدث کوعطا ہوتی ہے نیز اس نے کہا ہے کہ مرزا نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ نبی حقیقی ہونے کا۔مگر اس سے بھی محمد علی کا کوئی مدعا ثابت نہیں ہوتا۔کیونکہ اس میں بھی مرزا کی نبوت کا اقرار ہے نہ کہ انکار، کیونکہ ہم بتاچکے ہیں کہ ظلی نبوت مجازی نبوت، طفیلی رنگ کی نبوت، محدثیت یہ سب مرزا کی اصطلاحیں ہیں اور مراد سب سے نبوت غیر مستقلہ حقیقیہ ہے۔اور نبوت کاملہ تامہ جامعہ کمالات وحی نبوت حقیقیہ نبوت تشریعی سب کے معنی نبوت استقلال ہیں پس ان عبارت میں نبوت استقلالی کی نفی ہے اور نبوت شرعیہ غیر مستقلہ حقیقیہ کا اثبات۔

صفائی نمبر(۱۰)

چوتھے نمبر پر مولوی عمرالدین شملوی کا ۱۴ء کا قول نقل کیا ہے جو یہ ہے:

’’نبی بالفعل اور نبی بالقوۃ میں صرف منصب کا فرق ہے ورنہ دونوں میں کمالات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔اور محدث کو جب نبی کہیں گے تو

بلحاظ کمالات کے نبی کہیں گے اور حضرت مرزا صاحب نے بھی انھیں معنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر سد باب نبوت نہ ہوتا تو محدث ویسے ہی نبی ہو جاتے جیسے پہلے تشریعی نبی تھے اس لئے سد باب نبوت کہہ کر دعوئ نبوت سے انکار کرنا یہی معنی رکھتا ہے کہ میں تشریعی نبوت کا مدعی نہیں ہوں جو ختم نبوت کے خلاف ہے ہاں محدث ہوں جو بالقوۃ نبی ہوتا ہے''۔

صفائی نمبر (١٠) کی تردید:

لیکن یہ عبارت محمد علی کے مقصد کے لئے دوسری تمام عبارتوں سے زیادہ مضر ہے کیونکہ اس میں تصریح ہے کہ محدث میں اور تشریعی نبی میں کمالات کے لحاظ سے کچھ فرق نہیں ہوتا، اگر فرق ہوتا ہے تو وہ صرف یہ کہ نبی تشریعی صاحب شریعت مستقلہ ہوتا ہے اور محدث صاحب شریعت مستقلہ نہیں ہوتا بلکہ وہ نبی صاحب شریعت کے تابع ہوتا ہے اس لئے وہ جملہ کمالات نبوت کی جامع بالفعل ہونے کی وجہ سے نبی حقیقی بالفعل ہوتا ہے مگر چونکہ اب کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی اس لحاظ سے وہ نبی تشریعی بالقوۃ ہوتا ہے۔ یعنی اس میں نبی صاحب شریعت جدیدہ ہونے کی استعداد و قابلیت تامہ موجود ہوتی ہے مگر چونکہ اب شریعت موجودہ منسوخ نہیں ہوسکتی اس لئے وہ صاحب شریعت جدیدہ بالفعل نہیں ہوتا۔

اب دیکھ لیجئے کہ عمرالدین مرزا کو نبی حقیقی و تابع مانتا ہے یا نہیں ضرور مانتا ہے تو اس سے محمد علی کا مدعا کیونکر ثابت ہوا؟

صفائی نمبر (١١) اور اس کی تردید:

پانچویں نمبر پر قاسم علی کی کتاب ''دین الحق'' کے بعض حوالے نقل کئے ہیں مگر ان سے کوئی مدعیٰ ثابت نہیں ہوتا اور ہم میر قاسم علی کے عقیدہ پر بحث کر چکے ہیں۔

صفائی نمبر (١٢) اور اس کی تردید:

چھٹے نمبر پر مولوی غلام نبی کا قول نقل کیا ہے کہ:

''اصلاح سلسلۂ موسویہ کے لئے انبیاء آتے تھے اور سلسلہ محمدیہ میں اولیاء وعلماء ہیں''۔

لیکن یہ قول محمد علی کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ غلام نبی کی مراد اولیاء وعلماء سے محدثین ہیں اور محدثین اور انبیاء میں خود مرزا کی تصریح کی بنا پر صرف لفظی فرق ہے اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔

بشیر الدین محمود پہلے مرزا کی نبوت کا معترف نہ تھا (ایک مغالطہ):

محمد علی نے اپنے رسالہ اتمام حجت نمبر ۵ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا محمود بھی پہلے مرزا کی نبوت کا معتقد نہ تھا اور اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ اس نے ۱۱ء میں اخبار الحکم میں خاتم النبیین کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کردیا اور نبوت کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ایک تشریعی اور دوسرے غیر تشریعی۔ تو ہر قسم کی نبوتوں کے بعد نبوت غیر تشریعی کیونکر باقی رہ سکتی ہے؟

جواب:

مگر یہ استدلال اولاً اس لئے غلط ہے کہ محمد علی کا یہ کہنا کہ نبوت کی دو ہی قسمیں ہیں خود ان کے اصول کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ ایک تیسری قسم بھی ثابت کرتے ہیں جس کو وہ محدثیت کہتے ہیں تو اگر وہ مرزا محمود کے الفاظ کو اتنا عام رکھتے ہیں تو چاہئے کہ وہ اس کو مرزا کی محدثیت کا بھی منکر قرار دیں، لیکن جب وہ ایسا نہیں کرتے اور نہ کرسکتے ہیں تو ان کو ہر قسم کے لفظ سے استدلال کا کیا حق ہے؟

اور ثانیاً اس لئے کہ مرزا محمود کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک نبوت تشریعیہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔

ایک نبوت محمدیہ، دوسرے نبوت عیسویہ، تیسرے نبوت موسویہ وغیرہ وغیرہ۔

پس میں نے نبوت تشریعیہ کی قسموں کا انکار کیا ہے نہ کہ نبوت غیر تشریعیہ کا، للهٰذا محمد

علی کا اعتراض لغو ہے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا محمود کا عقیدہ مخترع ہے بلکہ اس کا عقیدہ وہی ہے جو مرزا کا تھا۔

محمد علی کا دوسرا مغالطہ:

اور دوسری دلیل اس نے یہ بیان کی ہے کہ مرزا محمود نے لکھا ہے کہ:

''ہمارا ایمان ہے کہ.......... آپ کے اتباع کی برکت سے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: علماء امّتی کانبیَاء بَنِی اسْرَائیل''

جواب:

لیکن اس میں بھی کسی لفظ سے مرزا کی نبوت کا انکار مفہوم نہیں ہوتا بلکہ اس سے تو اس کی نبوت کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ اس نے علماء کے لئے بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ ثابت کیا ہے اور انبیاء کے مرتبہ پر نبی ہی ہوسکتا ہے نہ کہ غیر نبی۔

اور حدیث میں ان کو علماء کہنا ان کی نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ حقیقی علماء انبیاء ہی ہوتے ہیں چنانچہ قرآن میں ہے: اِنَّمَا یَخشَی اللّٰہ مِن عِبَادِہِ العُلَمَاء۔

تیسرا مغالطہ:

تیسری دلیل اس نے یہ بیان کی ہے کہ مرزا محمود نے تشحیذ الاذہان ۱۹۱۰ھ میں لکھا ہے کہ:

''آنحضرت خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کردے اور نئی شریعت جاری کردے بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی و پرہیزگار ہوں گے سب کو آپ کی غلامی ہی میں ملے گا جو کچھ ملے گا''۔

اس کے متعلق محمد علی نے کہا ہے کہ:

''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت میاں صاحب مرزا کو اولیاء میں داخل سمجھتے تھے نہ کہ انبیاء میں''۔

جواب:

لیکن یہ استدلال محض غلط ہے کیونکہ مرزا محمود نے اس عبارت میں صاف بتلا دیا ہے کہ اس کے عقیدہ میں یہ آیت صرف نبوت تشریعی کا سد باب کرتی ہے نہ کہ نبوت غیر تشریعی کا چنانچہ اس کے یہ الفاظ کہ:

''وہ آپ کی شریعت کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کرے''

بلا کسی تاویل کے اس مضمون کو ادا کر رہے ہیں۔

مگر محمد علی ان لفظوں کو بالکل اڑا گیا اور اولیاء کا لفظ لے لیا۔ حالانکہ اس لفظ سے نبوت کا انکار مفہوم نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء بھی اولیاء اور متقی ہوتے ہیں پس محمد علی کا مدعیٰ ثابت نہیں ہوتا۔

اس بیان سے چونکہ مرزا کے دعویٰ نبوت کا ثبوت اور محمد علی ایم، اے، کی صفائی کی تردید کافی طور پر ہو چکی ہے اس لئے اب ہم اس بیان کو ختم کرتے ہیں اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس ناچیز کوشش سے فائدہ پہنچائے اور اس رسالہ کو ان کے ایمان کا محافظ بنائے، آمین۔

والحمد للّٰہ ربِّ العالمین والصلوٰۃ والسّلام علی رسُولِہ محمد و آلہ و اَصحابہ اجمعین۔

☆☆☆

قادیانی فتنہ اٹھا ہے مسلمانوں اٹھو!
خواب سے بیدار ہو للہ دیوانو! اٹھو
لٹ رہا ہے دین وحدت اور ہم دیکھا کریں
آؤ پھر پہلا سا جوشِ زندگی پیدا کریں
آ گیا ہے ''روسیاہ'' تخت نبوت کے قریب
کفر صف آرا ہوا ہے نور وحدت کے قریب
فتنہ دجال کی قربت کا پیغام آ گیا
لو خبر اسلام کی، نرغے میں اسلام آ گیا
فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لیے
مشعل نور محمدؐ کو بجھانے کے لیے
یہ بلا آتی ہے تم سب کو جگانے کے لیے
غیرت دینی تمہاری آزمانے کے لیے
تم ہو ناموس محمد کے نگہباں یاد ہے؟
تم مسلماں ہو، مسلماں ہو، مسلماں یاد ہے؟
خواب سے بیدار ہو روح الامیں کا واسطہ
متحد ہو، رحمۃ للعالمین کا واسطہ!

فتنے جتنے اٹھ رہے ہیں سب فنا ہوجائیں گے
تم جو چونکو گے حوادث خود فنا ہوجائیں گے

لکھتا ہوں خونِ دل سے یہ الفاظ احمریں
بعد از رسول ہاشمی کوئی نبی نہیں

(مولانا محمد اسعد اللہ سابق ناظم مظاہر علوم سہارنپور)

رسالت کو شرف ہے ذات اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

قادیانیت کے فریب سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کیلئے

۱) چہرۂ قادیانیت:- اس میں شعائر اسلامی اور اصطلاحات دینی کو مسخ کرنے والی عبارتوں اور نبی آخر الزماں کی شان میں کی جانے والی مرزا قادیانی کی گستاخیوں کو قلمبند کیا گیا ہے۔

۲) فتنۂ قادیانیت کو پہچانئے:- یہ رسالہ ۳۲ صفحات پر مشتمل حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی کی تالیف ہے اس کتابچہ میں ختم نبوت، حیات عیسیٰ اور ظہور مہدی سے متعلق مرزائی تلبیسات کا رد، کافر، مرتد، زندیق کا فرق، قادیانی مردہ کو مسلم قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا، کسی قادیانی سے مسلم کا نکاح درست نہ ہونا سوال و جواب کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔

) اسلام اور مرزائیت کا سیدھا تک مت بھید (ہندی)
یہ کتابچہ ہندی زبان میں ۱۳۱ صفحات پر مشتمل حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی کی تالیف ہے اس میں اسلام اور مرزائیت کے اصولی اختلافات بیان کئے گئے ہیں۔

) مرزا قادیانی کا جھوٹ اس کی تحریرات کی روشنی میں (اردو)
اردو زبان میں یہ ایک ورقی پمفلٹ ہے جس میں خود مرزا کی تحریرات کی روشنی میں اس کے کذبات نقل کئے گئے ہیں۔

) مرزا قادیانی کا جھوٹ خود اس کے لیکھوں پرکاش میں (ہندی)
یہ ہندی زبان میں ایک ورقی پمفلٹ ہے جس میں مرزا کے کذبات خود اس کی تحریرات کی روشنی میں مذکور ہیں۔

مرزا اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (اردو)
قادیانی جماعت کے کفر پر عالم اسلام کے تمام مکاتب فکر کے علماء، مفتیان اور اداروں کے دیئے گئے فتاویٰ اس میں درج ہیں۔

) مرزا اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (ہندی)

نوٹ: حسب ذیل تمام رسائل شعبہ تحفظ ختم نبوت مظاہر علوم کی جانب سے چھپے ہوئے ہیں جو مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔